ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اپریل ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کی آواز ہمیشہ بلند ہوتی چلی جائے گی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍مارچ ۱۹۸۷ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے آیتِ قرآنی
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا
کی تلاوت فرمائی اور دُنیا میں ہونے والے کیمیاوی ردّعملوں کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا کہ بعض ردِّعمل مستقل جاری وساری ہیں اور بعض کو چلنے کے لئے طاقت اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔

فرمایا: جماعت کو مَیں اپنے خطبات میں نیکی میں بڑھنے اور دعوت الی اللہ کے کام پر توجہ دینے اور دینِ حق کے نور کو جلد از جلد دُنیا میں پھیلانے کے لئے جدّوجہد کرنے کی تحریک کر رہا ہوں لیکن بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ آپ خطبات تو دیتے ہیں لیکن ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں تمنا بیدار ہو گئی ہے لیکن طاقت نہیں پاتے۔

فرمایا: اِن سب امور کو سامنے رکھ کر جب مَیں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تقریر، نصیحت اور یاددہانی انسانی زندگی میں پٹرول یعنی چلنے کی طاقت دینے والی چیز کا کام دیتی ہے۔ یہ ساری چیزیں اُس شعلے کی طرح ہیں جو بارود پر چلے تو اُس میں ایک ردِّعمل جاری کر دیتا ہے لیکن اگر پٹرول نہ ہو تو وہ شعلہ بیکار جائے گا۔

فرمایا: قرآن کریم نے انسانی نظام میں بھی ایک پٹرول کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ باوجودیکہ آسمان سے ایک نور نازل ہو چکا ہے۔ ہر قسم کی ہدایت مل گئی۔ دلوں کو گرمانے والا وجود، جیسا پہلے کبھی نہیں آیا تھا ویسا وجود ظاہر ہو گیا۔ لیکن جب تک تمہارے اندر وہ غذا موجود نہیں ہوگی جس سے قوت پاکر تم آگے چلو گے اُس وقت تک یہ ساری نصیحتیں، یہ سارے کارخانے بیکار جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو اس پٹرول کے طور پر بیان کیا ہے جس کی قوت سے رُوحانی سلسلے چلتے ہیں۔ اس جواب کی روشنی میں جماعت کے حالات پر نظر ڈالیں تو ہر دفعہ یہی جواب ملے گا۔ جب متقی کے کان میں آواز پڑتی ہے تو اس کا وجود صرف مرتعش نہیں ہوتا بلکہ متحرک ہو جاتا ہے۔ اس کے وجود پر لرزہ ہی طاری نہیں ہوتا بلکہ مُستقلاً وہ آگے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور جس نوع کا بھی کام آپ اُس سے لینا چاہیں، جس سمت میں بھی آپ اسے حرکت دیں وہ ایک نتیجہ خیز وجود بن جاتا ہے اور

جب تقوٰی کی کمی ہو تو ارتعاش پھر بھی آجاتا ہے لیکن مستقل حرکت پیدا نہیں ہوتی۔

فرمایا: اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تقوٰی کے حصول کی دعا سکھلائی ہے جو عظیم الشان دعا ہے

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

یہ دعا قوموں کے لئے بہت ہی حیرت انگیز سبق اپنے اندر رکھتی ہے اور دُنیا کی جتنی قومیں ہیں ان کی لیڈرشپ متقیوں کی نہیں ہے تو ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ لیڈرشپ میں تقوٰی سے قوت پیدا ہوتی ہے اور ہر تقوٰی کا الگ الگ مضمون ہے۔ انسانی زندگی میں جو مذہب کے علاوہ مضامین ہیں ان کے اندر بھی تقوٰی کا مضمون چلتا ہے۔ سیاست میں اگر قوم اپنے مقصد میں مخلص نہ ہو تو وہ غیر متقی ہے۔ اُس کے لیڈر اگر ہزار کوشش کریں ان کے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس وہ زادِ راہ نہیں ہے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

اسی طرح مذہب کی دُنیا میں بھی یہی حال ہے اور تقوٰی کے نتیجہ میں ہی قومیں آگے بڑھا کرتی ہیں۔

فرمایا: جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے اس میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جنہیں اپنے تقوٰی کی فکر ہے۔ وہی ہیں جو حقیقت میں ہدایت پانے کے اہل ہیں۔ ایک وہ ہیں جو دوسرے کی بُرائیاں نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اس بات کا نام انہوں نے اپنا تقوٰی رکھ لیا ہے۔ ان لوگوں کی عادات کا حضور نے تفصیلی ذکر فرمایا اور بتایا کہ جماعتِ احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے لوگ بہت کم ہیں اور دن بدن ان کی تعداد مزید کم ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت متقیوں کی جماعت ہے۔

جماعت کے تقوٰی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا: مَیں جانتا ہوں کہ یہ جماعت بالعموم خدا کی نظر میں ایک متقی جماعت ہے۔ مجھے اس جماعت سے جتنا واسطہ پڑا ہے مَیں خدا کی قسم کھا کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ اگر یہ جماعت متقی نہیں تو دُنیا میں پھر کوئی متقی نہیں ہے آج۔

"وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا" میں ہمیں تقوٰی کی پہچان سکھا دی۔

فرمایا: تمہاری امامت کی طاقت تمہاری جماعت میں ہے۔ اگر جماعت میں تقوٰی ہے تو تم طاقتور امام ہو اگر جماعت میں تقوٰی نہیں ہے تو تم کمزور اور بیکار امام ہو۔ تمہاری کسی بات کا، کسی سکیم کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوگا۔ پس وہ جماعت جو ہر نیکی کی طرف بلانے پر والہانہ، عاشقانہ آگے بڑھتی ہے، جو حیرت انگیز قربانی کے مظاہرے کرتی ہے، جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی دعاؤں کا ثمرہ

ہے، اس کے متعلق جماعت میں سے ہی جب بعض لوگ ظالمانہ اعتراض کرتے ہیں تو میرا دل غم سے پھٹنے لگتا ہے۔

فرمایا: ان لوگوں کو اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جماعت تقویٰ میں آگے بڑھنے کے لئے بیقرار ہے لیکن تقویٰ کا مقام بہت ہی عظیم الشان ہے اس لئے اس میں مزید آگے بڑھیں تقویٰ کے معیار بلند کئے بغیر ہم کوئی بھی عظیم الشان کارنامہ دُنیا میں سرانجام نہیں دے سکتے اور باوجودیکہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ کے نہایت ہی بلند معیار پر ہیں لیکن مزید کی ضرورت ہے اسی لئے بار بار یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔ تقویٰ کا کوئی آخری مقام نہیں ہے سوائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تقویٰ کا آخری مقام ظاہر ہوا جس کا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

اس ضمن میں حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے تقویٰ اور متقیوں کی جو صفات کشتی نوح صفحہ ۲۱ تا ۲۳ میں بیان فرمائی ہیں وہ پیش کیں اور انہی پر اپنے خطبہ کا اختتام فرمایا۔
حضور نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے یہ اشعار بھی پڑھ کر سُنائے:-

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

اور پھر فرمایا: یہ وہ پیمانہ ہے جو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اب کیا پاکستان کی جماعت اس پیمانے پر پوری نہیں اُتر رہی؟ کتنی گالیاں ہیں جو ان کو دن رات دی جا رہی ہیں۔ کتنے دُکھ ہیں جو ان کو پہنچائے جا رہے ہیں۔ کتنی کڑی تکلیفوں کی آزمائشیں ہیں جن میں وہ مبتلا کئے جا رہے ہیں اور اس کے باوجود خدا گواہ ہے کہ انہوں نے پیوند نہیں توڑا اور اپنے پیوند میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسی پیاری جماعت کے متعلق کوئی اپنے ذاتی مشاہدہ کے نتیجہ میں کہے کہ بڑے غیر متقی، اور خدا سے بہت دُور اور ظالم اور سفاک اور منافق ہیں تو پھر دُنیا میں کہیں کوئی حق کا نشان بھی آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۷ء

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ السجدہ کی آیات ۱۷ اور ۱۸ کی تلاوت فرمائی اور تقویٰ کے مضمون پر نہایت ہی بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے بتایا کہ تقویٰ کا دینِ حق سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ دینِ حق تقویٰ اور تقویٰ دینِ حق ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اسی لئے قرآن کریم اور حدیث میں اوّل و آخر اس شدّت کے ساتھ زور دیا گیا ہے کہ روحانی زندگی کا خلاصہ تقویٰ کو قرار دیا ہے اور بتایا کہ مسلم عالمی برادری جس پر دینِ حق زور دیتا ہے وہ بھی تقویٰ کے ذریعہ ہی وجود میں آسکتی ہے۔ ہر مومن اور ہر مسلم کے درمیان ایک ہی چیز ہے جو قدرِ مشترک ہوسکتی ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ اور اگر تقویٰ کا رنگ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر غالب آجائے تو ہر دیکھنے والا ایسے متقیوں کو اپنے سے ایک الگ قوم دیکھے گا اور دوسرے رنگ و نسل کے امتیاز ہیں وہ تقویٰ کے رنگ کے نیچے دب کر بالکل مٹتے چلے جائیں گے اور ایک ایسی قوم وجود میں آئے گی جیسی قوم دُنیا نے پہلے نہ دیکھی ہوگی۔

حضور نے فرمایا: جماعتِ احمدیہ کا تقویٰ ہے جو اُسے ساری دُنیا کے سامنے ایک قوم کی طرح پیش کر رہا ہے لیکن اس کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے اور اس میں بہت سے خلا ہیں جن کو پُر کرنے کی ضرورت ہے اور ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تقویٰ کا رنگ ہماری ہر ادا پر غالب آگیا ہے کیونکہ جب یہ رنگ کسی جماعت پر غالب آجائے تو اُس جماعت کا دُنیا پر غالب آجانا ایک لازمی امر ہوتا ہے۔ اس کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ آپ یہ واقعہ رُونما کرلیں کہ جماعتِ احمدیہ کی ہر ادا پر تقوےٰ غالب آجائے تو آسمان اور زمین اِس بات پر گواہ ہوجائیں گے کہ آپ لازماً ساری دُنیا پر غالب آجائیں گے کوئی دُنیا کی طاقت آپ کو روک نہیں سکتی اور یہ غلبہ ہے کہ جو حقیقی غلبہ ہے اور معنی رکھتا ہے۔ یہ وہ غلبہ ہے جو دُنیا کی بھلائی اور اس کی بہبود کے لئے ضروری ہے۔

حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ تقویٰ کے معنوں اور اس کے حصول کے ذرائع کو بیان فرمایا اور بتایا کہ تقویٰ کی دو ہی جڑیں ہیں ایک اللہ کی محبت اور ایک اللہ کا خوف۔ تقویٰ کی اعلیٰ قسم اللہ تعالیٰ کی محبت میں پیوستہ ہوتی ہے اور اس کی ثانوی قسم اللہ تعالیٰ کے خوف میں پیوستہ ہوتی ہے۔ اور جو قسم محبت سے پیوستہ ہوتی ہے جب وہ نشو و نما پاتی ہے تو اُسی سے خوف کی جڑ بھی نکلتی ہے۔ اور جو تقویٰ کی جڑ خوف میں پیوستہ ہوتی ہے وہ جب حقیقی معنوں میں نشو و نما پاتی

ہے تو اُسی سے ایک محبت کی جڑ بھی نکلتی ہے اور پھر تقویٰ کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے لیکن حقیقی اور نہایت اعلیٰ پائے کا تقویٰ وہی ہے جس کا آغاز محبت سے ہؤا ہو اور قرآن کریم بھی اس تقویٰ کو سب سے اعلیٰ درجہ کا قرار دیتا ہے۔ یہ محبت کیسے پیدا ہو جو درحقیقت تقویٰ کا ہی دوسرا نام ہے اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی سچے محبت کرنے والے کی زبان میں خدا کا ذکر کیا جائے اور اس کی پیروی کی جائے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اللہ کا عاشق تو کوئی دُنیا میں سوچا ہی نہیں جاسکتا اور پھر ذکر بھی آپ کی زبان سے ہو خدا کا، جو عام باتوں کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں قرآن کے بعد سب سے بلند مقام رکھنے والے تھے۔ اس سے لازماً بے اختیار دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح خوف کا مضمون بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہی سے سُننے میں حقیقی علم کا خوف اور احساس پیدا ہوتا ہے۔

اِس ضمن میں حضورِ انور نے احادیثِ نبویہ بیان فرمائیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے جلال اور جمال اور اس کی رحمت و بخشش کا ذکر کیا ہے اور آخر میں فرمایا کہ: پس اگر تقویٰ سیکھنا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھیں اور تقویٰ کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ حسین صورت وہی صورت ہے جو محبتِ الٰہی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ گویا محبتِ الٰہی اور تقویٰ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔

پھر فرمایا: مَیں چاہتا ہوں کہ سو سالہ جشن سے پہلے پہلے جماعت تقویٰ سے ایسی حسین اور مزیّن ہو چکی ہو کہ سجی ہوئی دلہن کی طرح جو اپنے حُسن کے عروج پر ہو، اور پھر سجائی گئی ہو۔ اس طرح اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مارچ ۱۹۸۷ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ قرآنی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کی تلاوت فرمائی اور گذشتہ خطبہ کے تسلسل میں تقویٰ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ تقویٰ کی دو ہی جڑیں ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کا خوف۔ اور تقویٰ کی اعلیٰ قسم اللہ تعالیٰ کی محبت میں پیوستہ ہوتی ہے۔

اِس محبّت کے حصول کے کیا ذرائع ہیں ؟ فرمایا: حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بنی نوعِ انسان میں تقویٰ میں سب سے بڑھ کر تھے اور سب سے بڑھ کر رہیں گے اور اس حیثیت سے آپ کی پیروی کرنے کا جو خلاصتہً گُر ہمیں بتا دیا گیا ہے وہ محبّت کا طریق ہی ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر تم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا یہ پیروی ممکن نہیں یا بصورتِ دیگر اگر اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سوا یہ محبّت ممکن نہیں۔

فرمایا: محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اگر خدا کی محبّت کی بناء پر نہ ہو تو بہت ہی مشکل کام ہے۔ اِس لئے اے وہ لوگو جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا چاہتے ہو، اگر خدا سے محبت ہے تو پھر یہ پیروی کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی اطاعت محبت کے ذریعہ ہی سیکھی تھی اور آپؐ کی زندگی کے ہر لمحے اور ہر شعبے پر خدا کی محبّت غالب تھی اِس لئے وہ جو محبّت سے نا آشنا ہیں، جو اس کوچے کے واقف نہیں ان کے لئے سُنّتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی بہت ہی بھاری ہو جائے گی۔

فرمایا: امر واقعہ یہ ہے کہ سُنّت کے جتنے بھی مراحل ہیں وہ محبّت کے ذریعہ ہی آسان ہوتے ہیں اور محبّت ہی کے ذریعہ قطع ہوتے ہیں لیکن غالب پہلو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت بعد میں پیدا ہوتی ہے۔ اور سُنّت کا یہ طریق ہمیں سکھا دیا گیا کہ اگر تم نے سنّت کو اولیّت دے دی اور اس کے نتیجہ میں خدا کی محبّت ڈھونڈتے ہو تو تمہیں حقیقت میں اوّل اور آخر کا فرق معلوم نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی بنیاد اللہ کی محبت سے ہی شروع ہو گی۔ پیروی کا آغاز اللہ تعالیٰ کی محبّت سے ہوگا اور یہ محبّتِ الٰہی تمہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں بھی مبتلاء کر دے گی جس کا یہ مذہب ہے، وہی زندہ رہنے والا مذہب ہے۔ لیکن جو لوگ قرآن کریم کی اِس آیت کے مفہوم کو نہیں سمجھتے وہ سنّت کو اوّلیت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبّت سے دُور ہو جاتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مذہب میں خدا اور اس کی خدائی کا مقصد صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کروانا تھا حالانکہ خدا کی خدائی کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا سے محبّت کی جائے اور محبّت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ تو حقیقی محبّت جو خدا کی محبت کو کھینچتی ہے اُس کے لئے ایک ہی راستہ باقی رہ گیا ہے اور وہ سُنّتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سنّت کے ذریعہ

خدا کی محبت حاصل کی جائے اور خدا کی محبت کا گر سیکھنا ہو تو سُنّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی سیکھا جائے۔ یہ بڑا وسیع مضمون ہے جو انسانی فطرت پر حاوی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنّت نبویؐ کی روشنی میں محبتِ الٰہی کے حصول کے ذرائع کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور بتایا کہ خدا کی محبت کا ہر اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے باندھ دیا گیا ہے۔ اور تقویٰ اگر سیکھنا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی سیکھا جائے گا قدم قدم آپؐ کی پیروی سے سیکھا جائے گا لیکن آغاز اس سفر کا خدا کی محبت کے سوا نہیں ہو سکتا۔ پس اس کا دوسرا معنیٰ یہ بن جائے گا کہ ہر سفر کے لئے تم زادِ راہ لیتے ہو اگر میرے پیچھے چلنا ہے تو میں انہیں کو بلاؤں گا جو خدا کی محبت کا زادِ راہ لے کر میرے پیچھے چلتے ہیں ورنہ میرا سفر ایسے وسیع رستوں پر ہے کہ اس زادِ راہ کے سوا کوئی زادِ راہ تمہارے کام نہیں آسکتا۔

حضور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں وہ خدا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہوا تھا وہ آپ کی سُنّت کی پیروی سے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔

فرمایا: حضرت اقدس کے تقویٰ کا مضمون بھی محبتِ الٰہی سے تعلق رکھتا تھا۔ محبتِ الٰہی کی بناء تھی جس کے ذریعہ سے آپ نے سنّت کی پیروی کی اور اس سنّت کی پیروی کے نتیجہ میں ہر قدم پر آپ کو خدا کی محبت نصیب ہوئی اور آپ کا آخری قدم خدا کی مرضی کا حصول تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج کے خطبہ میں جماعت کے ہر فرد، چھوٹے اور بڑے کو یہ دعا یاد کرنے اور اس کا وِرد کرنے کی تلقین فرمائی :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

اور فرمایا کہ اگر انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے ذریعہ خدا کی محبت کا اظہار کرنا شروع کر دے اور آپ سے محبت کرنے کے طریق سیکھ لے تو جو دل میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک رشتہ قائم ہوتا ہے اس کا نام تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ ایک ایسا مضمون ہے جو آپ کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہوگا اور ایک تبدیلی پیدا کرکے دکھائے گا۔ تقویٰ کے بغیر سیرت میں تبدیلی ممکن نہیں۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی جو خدا کی محبت پر مبنی ہو اس کے بغیر

تقویٰ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں اس سے آپ کے دل میں تقویٰ پیدا ہوگا۔ آپ کی زندگی میں مستقل حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہوں گی۔

اِس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے تقویٰ کے جو ثمرات بیان فرمائے ہیں انہیں پیش فرمایا اور فرمایا کہ یہ مضمون تو بہت ہی وسیع اور بڑا دلچسپ ہے لیکن اس کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا سے محبت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو اور ثابت کرو کہ تمہیں محبت ہے۔ محبت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی محبت کی پیروی اس محبت کو اتنا بڑھا دے گی اور اتنا چمکا دے گی کہ اس پیروی کے نتیجہ میں خدا تم سے محبت کرنے لگے گا اور پھر تمہارا دل یقین سے بھر جائے گا کہ تمہاری محبت سچی ہے اور اس رستے میں سفر کے دَوران تمہیں نور نصیب ہوگا۔ تمہیں تقویٰ عطا ہوگا۔ تمہیں عقلِ کُل معلوم ہوگی۔

پیارے آقا کا محبت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبت بھرا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ مبارکہ

(محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ۔ اَوْ یُزَوِّجُہُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا (الشوریٰ آیت ۵۰، ۵۱) کہ خدا جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹے اور جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں۔ حضرت لوط علیہ السلام کا شمار پہلی قسم میں آتا ہے کہ ان کی لڑکیاں ہی تھیں جبکہ حضرت ابراہیم کے صرف بیٹے تھے اور سرورِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بیٹے بھی عطا فرمائے اور بیٹیاں بھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد بیویاں تھیں۔ اولاد اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ، ماریہ قبطیہؓ اور حضرت عائشہؓ کے بطنِ مبارک سے عطا فرمائی۔ پہلا بچہ قاسم اور آخری عبد اللہ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئے۔ مؤرخین کے نزدیک بالاتفاق بیٹیاں آپ کی چار تھیں زینب، رقیہ، اُمِّ کلثوم، فاطمہ۔ ان سب نے عمر پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت بھی کی۔

بچوں کی تعداد کے بارہ میں اختلاف ہے۔ تین سے لے کر گیارہ لڑکوں کے نام زرقانی اور مواہب اللدنیہ میں درج ہیں۔ ان کتب کی روشنی میں یہ مضمون پیشِ خدمت ہے۔

جب حضرت خدیجہؓ کے بطنِ مبارک سے عبد اللہ پیدا ہو کر فوت ہو گئے تو عمرو بن عاص کے والد عاص بن وائل سہمی اور ابولہب نے کہا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتر یعنی مقطوع النسل ہو گئے اس پر سورۃ کوثر نازل ہوئی کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو ہر خیر کی کثرت عطا کریں گے دشمن آپ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیتا ہے وہ ابتر رہے گا آپؐ کا نام تا ابد تابندہ رہے گا۔

حضرت خدیجہؓ کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعثتِ نبوی سے قبل ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر اس وقت باختلاف روایت پینتالیس، چالیس، تیس، اٹھائیس سال تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سنِ مبارک باختلاف روایت اس وقت تیس، پچیس، اکیس سال تھا۔ (زرقانی جلد ثالث صـ۲۲۶)

زندگی کا یہ ساتھ دس سنِ نبوّت تک رہا۔ ہجرت سے تین سال قبل حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات ہوئی۔ بعض نے چار سال قبل بعض نے پانچ سال بھی کہا ہے (اسلام میں ہجرت کے بعد تو تاریخ نے سن محفوظ کئے ہیں کہ ایک مشہور تاریخی واقعہ سے ماہ وسن شمار ہونے لگے۔ مکّی زندگی میں تاریخ اتنی منضبط نہ تھی عام الفیل یا کسی مشہور واقعہ سے اندازہ کیا جاتا تھا) اِس طرح حضرت خدیجہ رضؓ سے زندگی کا ساتھ پچیس سے انتیس برس بنتا ہے۔ اور امام زرقانی لکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضؓ کے ہر بچے کے درمیان ایک سال کا وقفہ ہوتا۔ بچّی کا عقیقہ وہ ایک بکرا کرتیں تو بچّے کا دو۔ اور دودھ بچّے کو خود نہ پلاتیں۔ عرب کے کھاتے پیتے گھرانوں کے رواج کے مطابق دایہ ہی بچّے کو پالتی۔ (سیرتِ حلبیہ جلد سوم صـ۳۴۶)

چار بچّے تو آپ کے توام پیدا ہوئے جن کے نام طیّب، طاہر، مطیب، مطہر درج ہیں۔

ایک بچّہ آپ کا طاہر نامی پہلے خاوند ابوہالہ سے بھی پیدا ہوُا تھا اُسی کے نام پر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچّے کا نام بھی طاہر رکھا۔ امام زرقانی نے طاہر نام کی وجہ تسمیہ یہ بھی لکھی ہے کہ آنحضرتؐ کے چچا زبیرؓ کا ایک لڑکا طاہر تھا جو مکّہ کے نوجوانوں میں سب سے بہادر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے نام پر اپنے بیٹے کا نام رکھا۔ بعض نے کہا کہ عبداللہ کا لقب ہی طیّب و طاہر تھا لیکن دار قطنی اور صاحبِ صفوۃ ابن الجوزی نے کہا طیّب و طاہر عبداللہ سے سوا تھے۔ امام قسطلانی صاحبِ مواہب الدنیہ لکھتے ہیں :۔

وقیل کان لهٗ الطیّب والمطیّب ولدا فی بطن والطاهر والمطهّر

ولدا فی بطنٍ ذکره صاحب الصفوة۔ (زرقانی جز ثالث صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۴)

کہ طیّب و مطیّب بھی توام پیدا ہوئے تھے اور طاہر و مطہر بھی توام تھے۔ عبد مناف اور عبد العزّیٰ بھی حضرت خدیجہ رضؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ نام حضرت خدیجہ رضؓ کے رشتہ داروں نے رکھے نہ کہ حضورؐ نے۔ سوائے عبداللہ کے سب بچّے قبل از بعثت پیدا ہوئے۔ ماریہ قبطیہ کے بطنِ مبارک سے ۸ھ ہجری میں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جن کی وفات پر حضورؐ نے فرمایا تھا آنکھ اشکبار ہے اور دل غمزدہ لیکن زبان سے وہی بات کہیں گے جس میں خدا راضی ہو۔ نیز فرمایا جنّت میں اِسے دایہ دودھ پلائے گی۔ اگر یہ زندہ رہتا تو سچّا نبی ہوتا۔

حضرت عائشہ رضؓ کے بطن سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ بعض مؤرخین نے کہا اِسی وجہ سے حضرت عائشہ رضؓ کی کنیت اُمّ عبداللہ تھی۔ (سیرت حلبیہ جز سوم صـ۳۵۲) بعض مؤرخین نے کہا عبداللہ حضرت زبیرؓ کے بیٹے تھے جنہیں حضرت عائشہ رضؓ نے گود میں لیا تھا اِس وجہ سے آپ کی کنیت اُمّ عبداللہ

تھی۔ (سیرت حلبیہ جز ۳ صـ۳۵۲)

اِس طرح حضورؐ کے بچوں کے جو نام مؤرخین نے درج کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) قاسم (۲) عبداللہ (۳) طیّب (۴) مطیّب (۵) طاہر (۶) مطہر (۷) عبدالعزّی (۸) عبدمناف (۹) طاہر (۱۰) ابراہیم (۱۱) عبداللہ ابن عائشہ۔

چونکہ اکثر بچے بہت چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے اِس لئے وہ مشہور نہیں سوائے قاسم اور ابراہیم کے کہ انہوں نے دُو دُو سال کے قریب عمر پائی تھی بعض کے نزدیک دُو دُو سال سے بھی کم۔ قاسم کے ہی نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کُنیت ابوالقاسم تھی۔ حضورؐ نے فرمایا تھا میرے نام پر نام تو رکھو میری کُنیت نہ رکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اشتباہ پیدا ہو سکتا تھا جو ادب کے بھی خلاف ہے۔

شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے اپنی مشہور کتاب میں حضورؐ کی اولاد کی تعداد گیارہ یا بارہ بیان کی ہے۔ شبلی نعمانی سیرت النبی جلد ۲ میں فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلعم کی اولاد کی تعداد میں سخت اختلاف ہے متفق علیہ روایت یہ ہے کہ آپ کی چھ اولادیں تھیں۔ قاسم، ابراہیم، زینب، رقیہؓ، اُمِّ کلثوم، فاطمہ۔ ان تمام لڑکیوں نے اِسلام کا زمانہ پایا اور ہجرت سے شرف اندوز ہوئیں۔ لیکن ابنِ اسحاق نے دو صاحبزادوں کا نام اَور لیا ہے طاہر، طیّب۔ اِس بناء پر اولادِ ذکور کی تعداد لڑکیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔

اِس بارہ میں تمام اقوال کے جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بارہ اولاد تھی جن میں آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لڑکیوں کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں البتہ صاحبزادوں کی تعداد میں سخت اختلاف ہے۔ مجموعی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے۔"

(سیرت النبی بڑی تقطیع صـ۳۳۷ زیرِ عنوان اولاد)

معلوم ہوتا ہے کہ شبلی صاحب نے مدارج النبوّت کے مؤلف شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کا ہی تتبع کیا ہے۔

مضمون کے آخر میں خاکسار سیرتِ حلبیہ کے حوالہ کا ترجمہ درج کرتا ہے جو بنیادی حوالہ ہے اگرچہ امام قسطلانی مواہب الدنیہ کا زمانہ صاحبِ سیرت حلبیہ سے بہت پہلے ہے لیکن مفہوم دونوں کا قریباً قریباً ایک ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"بعثتِ نبوی سے قبل حضرت خدیجہؓ کے بطنِ مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

پہلا بچہ قاسم پیدا ہوا۔ ان کے نام پر ہی حضورؐ کی کُنیت (ابو القاسم) تھی ...... پھر زینب، پھر رقیہ، پھر فاطمہ، پھر اُمِّ کلثوم۔ بعثت کے بعد حضرت خدیجہؓ کے بطنِ مبارک سے عبداللہ پیدا ہوئے جنہیں طیّب و طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ طیّب و طاہر عبداللہ سے الگ ہیں۔ یہ توام پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح طاہر و مطہّر یہ بھی توام پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح بعثت سے قبل طیّب و مطیّب بھی توام ہوئے۔ عبدِ مناف بھی بعثت سے قبل پیدا ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ سے آپ کا آخری بچہ عبداللہ تھا۔"

(سیرتِ حلبیہ جز ثالث صفحہ ۳۴۲)

اولاد کا لڑکا ہونا یا لڑکی مومن اور متقی شخص کے لئے یہ کوئی اہم امر نہیں۔ اللہ کی دین پر راضی ہونا۔ اس کی عطا پر شکر ادا کرنا صاحبِ ایمان کا فرض ہے۔ مومن کا فرض یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو احسان کے جذبہ کے تحت ادا کرے۔ اس کی رضا پر دل کی گہرائیوں سے راضی رہے۔

خدا کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کی اچھی تربیت، اور ان کے فکر سے ماں باپ کی نیند کافور ہو جائے۔ ان کے لئے جنّت کی ضمانت دی ہے اور آمنہ کے لال سے کس کی ضمانت معتبر ہو سکتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور اگر اللہ تعالیٰ اولاد کو واپس بُلا لیتا ہے تو یہ اُس احسن الخالقین کی امانت تھی بندہ اس پر شکوہ یا بَین کیوں کرے؟ کہ یہ بھی بندوں کا امتحان ہے اور جو امتحان میں کامیاب ہوتا ہے وہی انعام کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ خدا کے پیاروں پر اُس محبوبِ حقیقی کی محبّت ہی غالب ہوتی ہے۔ اِس لئے وہ اولاد و ازواج کی جدائی پر صبر کرتے ہیں۔ اُس مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ اور آنے والوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑتے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ　　اپنی کتاب چشمۂ معرفت کے صفحہ ۲۸۶ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس وصف کو بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر بیویاں نہ کرتے تو کیونکر ہمیں سمجھ آسکتا کہ خدا کی راہ میں جانفشانی کے موقع پر آپؐ ایسے بے تعلق تھے کہ گویا آپؐ کی کوئی بیوی نہ تھی ......
آپؐ کو جسمانی لذّات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپؐ کی ایسی مجرّدانہ زندگی ہے کہ کوئی چیز آپؐ کو خدا سے نہیں روک سکتی۔ تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ (باقی صفحہ ۲۵ پر)

زیارتِ قبور ــــ اور ــــ دعا

گجرات سے ایک صاحب کے خط کے جواب میں چند سطور افادۂ عام کے لئے شائع کی جاتی ہیں ۔ یہ جواب محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کی طرف سے دیا گیا ۔ (ایڈیٹر)

بلا مقصد " زیارتِ قبور " اور ان سے دعا مانگنا یقیناً شریعت کی منشاء کے خلاف ہے لیکن اگر مقصد موت کو یاد کرنا اور عبرت حاصل کرنا ہو اور خود صاحبِ قبر کے لئے یا دوسرے کسی مقصد کے لئے خدا سے التجا کرنا ہو تو یہ منع نہیں ۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے :-

کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ

مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں صـ۸۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے :-

والمقصود من زيارة القبور للزائر الاعتبار وللمزوّر الانتفاع بدعائه ۔

کہ قبر پر جانے کا مقصد جانے والے کے لئے عبرت حاصل کرنا اور صاحبِ قبر کے لئے دعا ہے ۔

اسی طرح اس کے صـ۸۲ پر امام نوویؒ جو مسلم کے مشہور شارح ہیں لکھتے ہیں کہ :-

زائر کے لئے مستحب ہے کہ صاحبِ قبر کے لئے دعا کرے ۔

مشکوٰۃ کتاب الجنائز میں حضرت ابنِ مسعودؓ سے مروی جو حدیث ہے اس کے الفاظ یوں ہیں :-

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا اب بے شک جاؤ کہ اس سے دُنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے اور آخرت کی تذکیر ۔

یہ حدیث مستدرک میں بھی ہے ۔

کنز العمال میں باب دفن المیّت اور باب زیارۃ القبور میں ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میّت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو فرماتے:-

اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَہُ التَّثْبِیْتَ۔ (کنز العمال باب دفن المیّت صـ)

کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش اور تسکین کی دعا کرو۔

اس کے علاوہ احادیث میں قبرستان میں جا کر السّلام علیکم کہنے کے بعد یہ دعا بھی مروی ہے:-

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْ عَلَیْھِمْ رَوْحًا مِنْکَ وَسَلَامًا مِنَّا۔ (کنز العمال باب زیارۃ القبور)

کہ اے اللہ اپنی جناب سے انہیں راحت وسلامتی عطا فرما۔

مسلم کتاب الجنائز میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنّت البقیع میں تشریف لے جاتے اور السلام علیکم کہنے کے بعد یہ دعا کرتے:-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ

اے اللہ اہلِ البقیع کی مغفرت فرما۔

مشکوٰۃ کتاب الجنائز میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں جاتے تو فرماتے:-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

اے اہلِ قبر تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تمہیں بھی بخش دے اور ہمیں بھی۔ تم پہلے آئے ہو ہم بھی تمہارے بعد آنے والے ہیں۔

اب دیکھ لو یہ بھی دعا ہے۔

اور بُریدہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور ان کے لئے عافیت طلب کرتے۔ (مشکوٰۃ کتاب الجنائز بحوالہ مسلم)

اسی طرح مستدرک حاکم میں کتاب الجنائز میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا یہ عمل مروی ہے کہ وہ ہر جمعہ کو حضرت حمزہؓ کی قبر پہ جاتیں اور تر آنکھوں سے دعا کرتی تھیں۔

بخاری کتاب الجنائز میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کیوں نہ بتایا؟ چنانچہ حضورؐ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ الفاظ ہیں "فَصَلّٰی عَلَیْہِ" جس کے معنی یہ بھی

ہو سکتے ہیں کہ اس کے لئے دعا کی۔

اِن تمام آثار سے ظاہر ہے کہ قبر پر جا کر صاحبِ قبر کے لئے خدا سے دعا کرنا منع نہیں ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اگرچہ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کو دعا سے منع کیا گیا لیکن شارع علیہ السلام کا عمل یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آپؐ خالی ان کی قبر پر کھڑے رہے۔ وہ ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم جو مجسّم دعا تھی۔ جن کا اُٹھنا بیٹھنا، موسم کی تبدیلی، حالات کی تبدیلی ہر وقت دعا کرنا تھا آپؐ خالی قبر پہ کھڑے رہے ہوں اور زیرِ لب آپؐ نے دعا نہ کی ہو۔ اِس حدیث کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ ہاتھ اُٹھا کر آپؐ نے دعا نہ کی۔

فتاوٰی اہلِ حدیث میں اِس بارہ میں درج ہے :۔

"عام طور پر لوگ دعا اس کو سمجھتے ہیں جس میں ہاتھ اُٹھائے جائیں حالانکہ دُعا ہاتھ اُٹھائے اور بغیر ہاتھ اُٹھائے دونوں صورتوں میں ہوتی ہے مثلاً نماز کے اندر سجدہ میں اور بین السجدتین اور بعض دفعہ قیام میں بلا ہاتھ اُٹھائے دعا ہوتی ہے۔ اس طرح قبر پر اختیار ہے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے یا بغیر ہاتھ اُٹھائے۔ ہاں ہاتھ اُٹھانا آدابِ دعا سے ہے اِس لئے بہتر ہے مگر لازم نہ سمجھے۔"

(فتاوٰی اہلِ حدیث جلد ۲ صـ۴۶۷)

آخر میں مَیں حَکَماً عَدْلاً کا عمل اور آپ کا ارشاد نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا کی۔ دعا کے بعد آپ کے ساتھی حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کیا کہ قبر پر کیا دعا کرنی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ :۔

"صاحبِ قبر کے واسطے دعائے مغفرت کرنی چاہیئے اور اپنے واسطے بھی خدا سے دعا مانگنی چاہیئے۔"

(بحوالہ فتاوٰی حضرت مسیح موعود صـ۱۰۸)

اِسی طرح اس کے صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ پر ہے کہ کسی نے سوال کیا: قبر پہ کھڑے ہو کر کیا پڑھنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا :۔

"میّت کے واسطے دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس کے قصوروں اور گناہوں کو بخشے جو اس نے اِس دُنیا میں کئے تھے اور ان کے پسماندگان کے واسطے بھی دعا کرنی چاہیئے۔"

جب حضرت اُمِّ طاہر وفات پاگئیں تو حضرت مصلح موعود کئی روز تک ان کی قبر پر جا کر دعا کرتے رہے۔ ایک روز جب احاطۂ خاص میں دعا کے لئے داخل ہونے لگے تو مشرقی جانب آپ دروازے میں اپنے ساتھ جانے والے احباب کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے خاکسار بھی انہیں میں تھا۔ پھر آپ نے فرمایا :-

آج مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ قبر پر جا کر کیا دعا کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ دعا خدا سے کرنی ہے قبر والے سے نہیں کرنی۔ باقی جو دعائیں آپ کرنا چاہیں قبر والے کے لئے، اس کے پسماندگان کے لئے، ان کے نیک مقاصد کی تکمیل کے لئے وہ آپ سب کر سکتے ہیں لیکن دُعا خدا سے ہی کرنی ہے۔

القصہ مختصر مسلمان کو شرک سے بچنے کی بہت تاکید کی گئی ہے اور خدا کے علاوہ کسی اور سے مانگنا یقیناً شرک ہے لیکن ایسی جگہوں پر جا کر دعا کرنا جہاں جذبات میں رِقّت پیدا ہو سکے یا جہاں ملائکہ کا نزول ہوتا ہو تو اس دعا کو یقیناً خدا تعالیٰ قبولیّت کا جامہ پہنا دیتا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب۔

قطعات

دیکھ کر انجام عبرت ناک بھی
کان پر جن کے نہیں جُوں رینگتی
خشیت اللّٰہ سے ہیں دِل ان کے تہی
" از چنیں مرداں چہ امیدِ بہی

آ سُناؤں بات تم کو کام کی
اس کو پلّے باندھ کر دیکھو سہی
یہ ہے فرمانِ رسولِ ہاشمیؐ
السّعیدُ مَنْ وعظ لغیرہٖ

(زاہد قریشی)

انگریزی سے ترجمہ

سُکھی رُوح

(محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ انگلستان - مترجم محمد زکریا صاحب ورک کینیڈا)

سکونِ قلب ایک اندرونی کیفیت ہے جس کو پانے کے لئے ہر کوئی خواہش کرتا ہے مگر بہت تھوڑے اس کو پاتے ہیں۔ اکثر وہ لوگ جن کو اشتعال انگیزی کا نشانہ بنایا جائے وہ بے چینی اور مایوسی کا کم و بیش اظہار کرتے ہیں۔ حقیقی سکونِ قلب کا اظہار انسان کے کردار سے نمایاں ہوتا ہے اور اس کا اظہار انسان کی آواز، رفتار اور دیگر جسمانی حرکات سے ہوتا ہے۔ یہ درحقیقت آسمانی نعمت ہے جو انسان کے اندر سکون پذیر رہتی ہے اور ہماری شخصیت کو چوبیس گھنٹے متاثر کرتی ہے۔

رُوح کا سکون ایک ایسی خصوصیت ہے جسے ہر کوئی اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ اِس امر میں کامیابی کے حصول کے لئے ضروری اجزاء یہ ہیں: دعا، دماغی توجہ، ضبطِ نفس، پختگی، ارادہ اور استقلال۔ یہ صفات یقیناً انسان کو اپنی منزل کی طرف اُڑا کے لے جائیں گی اور وہ جلد ہی ایک عظیم انقلاب اپنے اندر محسوس کرے گا اپنی کوششوں کے اوّلین ثمرات سے وہ مطمئن نہ ہوگا چنانچہ وہ مزید ترقی کے لئے خواہش اور کوشش کرتا رہے گا اور ہمیشہ اپنے اعمال میں احتیاط برتے گا تا ذرا سی لغزش بھی اس کے روحانی توازن کو بگاڑ نہ دے اور جوں جوں وہ ترقی کرے گا سکون اور اطمینان اس کے خیالات اور اعمال پر اِس قدر حاوی ہوں گے کہ اس کو ہر وقت چوکس رہنے کے لئے مزید کوشش اور احتیاط درکار نہ ہوگی اور یہ چیز اس کی فطرتِ ثانیہ بن جائے گی۔

جس شخص کو سکونِ قلب حاصل ہو جاتا ہے وہ دُنیا کی تکالیف اور دکھوں سے آزاد نہیں ہو جاتا ایسا شخص ان تکالیف سے خوب واقف ہوتا ہے مگر ان کو نہایت سکون سے قبول کرتا ہے اور دیکھنے والا ایسے شخص میں بظاہر کوئی جذباتی تغیّر نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت مرزا غلام احمد بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو اپنی پہلی بیٹی عصمت سے بہت لگاؤ تھا۔ جب وہ بیمار ہوئی تو آپ نے اس کی بہت دیکھ بھال کی لیکن جب وہ بقضائے الٰہی فوت ہو گئی تو

ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آپ اسے بالکل بھول گئے ہیں آپ نے خدا کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ ایک اور موقع پر بعض عیسائی پادریوں نے آپ کے خلاف قتل کا جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا۔ ایسی حالت میں عموماً لوگ بے چینی اور اضطراری کا اظہار کرتے ہیں مگر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ بالکل پُرسکون رہے کسی کو گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ آپ کے اُوپر قتل کا الزام عائد ہے۔

جس شخص کو سکونِ قلب حاصل ہو وہ کبھی گھبراتا نہیں ہے۔ زندگی یا موت، صحت کی خرابی، مصائب و تکالیف اس کو پریشان نہیں کرتے۔ اگرچہ ایسا شخص ان مصائب کے اثرات سے متاثر ضرور ہوتا ہے لیکن اس کے سکون و حرکات پر اسے پورا ضبط حاصل ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ انسان کو مختلف مصائب میں مبتلا کر کے صبر سکھلاتا ہے فرمایا:-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (۲: ۱۵۶، ۱۵۷)

حقیقت تو یہ ہے کہ تکالیف اور مصائب کے دوران ہی انسان کی صحیح پہچان ہوتی ہے جبکہ انسان تمام نیکیوں سے افضل نیکی یعنی صبر کا مظاہرہ، کا موقع ملتا ہے۔ سفلی جذبات کو زیر کرنا کوئی آسان کام نہیں مبارک ہیں وہ لوگ جو اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ بعض لوگ سب سے نیک اور بزرگ سمجھے جاتے ہیں مگر ذرا سی بات پر وہ اس قدر بے صبری اور رنج و غصّہ کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ان کے معتقدین حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔

ہمارے اِس مضمون کا مقصد "پُرسکون قلب" کی جاذبیّت کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے تاکہ قاری ایسی ذہنی کیفیّت پیدا کریں اور اس ذہنی حالت کے پیدا کرنے کے لئے ایسے گُر بتلائے جائیں کہ انسان ان بلندیوں کی طرف پرواز کر سکے۔

جو شخص "سکونِ قلب" کی تلاش میں سرگرداں ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر ایسی حالت اور موقع سے آگاہ ہو جو اس کی رُوح کو برباد کر دے گا۔ وہ روزمرّہ زندگی کے ان تمام واقعات سے آگاہ ہو جہاں سے اسے ٹھوکر لگنے کا احتمال ہو اور وہ ان حادثات سے بچنے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے یہ امر بہت مفید ہے کہ آنے والے خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے ان امور کا علم ہو جو اس کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ سیاہ بادل آنے والے

طوفان کی علامت ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر راہگیر پناہ تلاش کرتا ہے۔ گھر والی دھوپ میں لٹکے ہوئے کپڑوں کو جلد جلد اکٹھا کر لیتی ہے اور گڈریا اپنا ریوڑ باڑہ میں ہانک کر لے جاتا ہے۔ وہ سب سمجھ جاتے ہیں کہ طوفان کی آمد ہے اور اس سے بچاؤ کا سامان ضروری ہے۔

سیلف کنٹرول کے نہ ہونے سے بے صبری، بے آرامی، گالی گلوچ، غصہ اور طنز آمیزی کے دروازے کھل جاتے ہیں ان سب پر قابو پانا ضروری ہے۔ اب ہم روزمرہ زندگی کی چند ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو انسان کو برائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ یہ صرف وارننگ سائن ہیں اور جونہی یہ نظر آئیں ان کے خلاف حفاظتی انتظامات کئے جائیں ہر علامت کو ایک چیلنج سمجھا جائے اور ضبطِ نفس کا ایک زینہ سمجھا جائے مجھے یقین ہے کہ رفتہ رفتہ ان پر عبور حاصل کیا جا سکتا ہے۔

شور: شور عام طور پر اعصاب شکنی، غم و غصہ اور تلخ نوائی کا باعث بن جاتا ہے۔ گھر میں بچوں کا شور و غل گھر والوں کے لئے بعض دفعہ ناراضگی کا باعث بن جاتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے بعض علمی شاہکار اسی قسم کے شور و شغب کے درمیان تحریر فرمائے جو آپ کے گردوپیش جاری رہتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو سخت سر درد تھا اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ بچوں اور ملازموں کا شور حضور کی طبیعت پر بوجھل تو نہیں تو فرمایا کہ میں خود ان سے یہ کہنا پسند نہیں کرتا البتہ آپ نرمی سے ان سے خاموشی کے لئے کہہ دیں۔ اسی طرح ایک اور موقع پر حضور سے پوچھا گیا کہ آپ گھر کے شور و غل میں کیسے علمی کام کر لیتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میں تو اس طرف توجہ ہی نہیں کرتا لہٰذا مجھے یہ ناگوار نہیں گزرتا۔

خلل اندازی: بعض اوقات انسان جب کسی دلچسپ کام میں ہمہ تن مصروف ہوتا ہے تو بے وجہ کی خلل اندازی بہت بری محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ ایک چہچہاتا ہوا پرندہ یا مکھی و مچھر کی بھنبھناہٹ بھی اس قدر بری محسوس ہوتی ہے کہ انسان غصہ میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اسی طرح نیند میں خلل بھی بعض لوگوں کو بہت برا لگتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ جب کسی علمی کام میں محو ہوتے تو بچے آپ کے کام میں مخل ہوتے مثلاً دروازہ پر بار بار دستک دیتے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہتے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ بلا پس و پیش دروازہ کھول دیتے۔ ایک دفعہ آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے آپ کا ایک مسودہ جلا دیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا شاید خدا تعالیٰ

کو اس سے بہتر مسوّدہ لکھوانا منظور تھا۔

یاوہ گو: بعض لوگ بہت باتونی ہوتے ہیں۔خود ستائی میں وہ اس قدر دوسروں کو بور کرتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کو توجہ دینا نہایت مشکل کام ہے۔ سُننے والے کے لئے ایسا شخص گویا صبر کا امتحان ہوتا ہے۔

غذا: بعض اوقات غذا انسان کی پریشانی کا موجب ہو جاتی ہے بچّے اس کا اظہار بہت خوبی سے کرتے ہیں۔بعض خاوند اپنی بیویوں پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ کھانا وقت پر تیار نہ تھا۔بھُوک اعصاب پر بُری طرح اثرانداز ہوتی ہے اور جو حضرات روزوں کے عادی نہیں ہوتے بھُوک ان کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے ہم سب کو بھوک کی علامات ظاہر ہوتے ہی خبردار ہو جانا چاہیئے۔

مالی پریشانی: مالی مسائل اکثر دماغ پر بوجھل ہوتے ہیں۔ ان مسائل سے انسان کی صحیح قدریں گر جاتی ہیں پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں مالی مسائل ہمارا ذہنی سکون خراب کرنے کا باعث نہیں ہونے چاہئیں بلکہ سکونِ قلب ہمارا مقصد اور مدعا ہونا چاہیئے۔ہمیں خدا پر توکّل رکھنا چاہیئے اور اسکا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ احمدیت کے ذریعہ ہمیں وہ لازوال دولت ملی جو دُنیا کی تمام دولت سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ہمارے پیارے نبی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بوقت وفات صرف چند کھجوریں ہی اثاثہ تھیں اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پاس وفات کے وقت صرف ایک روپیہ تھا۔سکونِ قلب انسان کو ہشاش بشاش اور مسکراتا ہوُا چہرہ رکھنے میں ممد ہوتا ہے خواہ انسان کو کیسے ہی مالی مسائل درپیش ہوں۔

تھکاوٹ: تھکا ماندہ انسان مسکراہٹوں سے دُور ہوتا ہے۔اس کے اعصاب کھچے ہوتے ہیں۔ ہر کام اور ہر چیز طبیعت کے خلاف اور شکایت کا موجب بن جاتی ہے۔ تھکے ہوئے شخص کو اپنی گفتگو اور اعمال کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

گالی گلوچ: بعض لوگ اپنی زبان کو گالی گلوچ کے مہلک ہتھیار سے مسلح رکھتے ہیں تا وہ دوسروں کو بے عزّت کر سکیں۔اگر آپ کی کوئی اِس طرح بے عزّتی کرے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ خاموش رہو اور ایسے مفسد شخص کے سامنے تو لازمًا خاموش رہو۔ اِس کام کے لئے ضبطِ نفس کی ضرورت ہے۔ہماری زندگی میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے ہم ناراض اور خفا ہو سکتے ہیں۔مثلاً اگر آپ کسی سے متفق نہ ہوں تو اس کا اظہار حکمتِ عملی سے کرنا پسندیدہ مگر اس چیز کو کھلم کھلا دشمنی کی ایک وجہ بنا لینا ناپسندیدہ امر ہے۔ زندگی میں ہمیں خفا کرنے والے امور کی ایک فہرست

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

شہادت ۱۳۶۶ ہش

اپریل ۱۹۸۷ء

○

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

○

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی - ربوہ

کتابت:- حمید الدین

فہرست

○ اداریہ — صہ ۲

○ خلاصہ خطبات — ۵

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ مبارکہ — ۱۶

○ زیارتِ قبور — ۲۰

○ سُکھی رُوح — ۲۴

○ ناروے — ۲۹

○ ماہنامہ انصار اللہ — ۳۷

○ سو فیصد ادائیگی بجٹ — ۳۹

○

جلد نمبر ۲۸

شمارہ نمبر ۴

○

شرح چندہ

پاکستان:		بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک:	پندرہ ڈالر 〃
جزائر فجی	〃 بحری 〃:	آٹھ 〃 〃
دیگر ممالک	〃 ہوائی 〃:	چھ پونڈ 〃
	〃 بحری 〃:	تین 〃 〃

قیمت فی پرچہ:- دو روپے

قارئین کے لئے پیش کی جاتی ہے (ا) جب لوگ وقت کے پابند نہ ہوں (ب) جب کوئی قیمتی چیز کھو جائے (ت) جب کوئی خواہ مخواہ لڑائی مول لے (ث) جب کوئی بس یا گاڑی سے رہ جائے (ج) جب کوئی وعدہ ایفا نہ کرے (ح) جب صحت خراب ہو اور انسان سخت تکلیف میں مبتلا ہو (خ) ناروا سلوک۔ اِس فہرست میں اَور بھی دوسری باتیں شامل ہو سکتی ہیں مگر چند ایک کی نشان دہی کافی ہے۔

جس طرح جسمانی ورزش انسان کے جُثّہ کو مضبوط بناتی ہے اسی طرح ذہنی اور رُوحانی امور کے ذریعہ دماغی اور روحانی آسائش کا سامان کیا جاسکتا ہے۔ کسی مقصد کے حصول کے لئے خواہ وہ مادی ہو یا روحانی خاص دھیان اور غور و فکر کی ضرورت ہے جس کے پیچھے کامیاب ہونے کا زبردست جذبہ کارفرما ہو۔ مندرجہ ذیل مساوات ہمیشہ مدِنظر رکھیں۔ شوق + چاہت برابر ہے کامیابی۔

سکونِ قلب کی گہرائی ناپی نہیں جاسکتی۔ یہ وہ ہیرا ہے جو انمول ہے اور اسی کو نصیب ہوتا ہے جو دیانتداری سے اس کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے اور اپنے کردار پر مسلسل نظر رکھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کامیابی کی التجا کرتا ہے۔

واٰخر دعوٰنا عن الحمد للہ ربّ العٰلمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ مبارکہ

(بقیہ صفحہ ۱۹)

آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔۔

۔۔۔۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو لختِ جگر ہوتے ہیں یہی مُنہ سے نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اِس اولاد سے کچھ تعلق نہیں۔ کیا اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دُنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۶)

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ اٰل محمّدٍ وبارک وسلّم انّک حمیدٌ مجید۔ اے اللہ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اٰمین یاربّ العٰلمین۔

ناروے کی جغرافیائی، تاریخی، سیاسی، تمدنی اور مذہبی حالت

(محترم چوہدری مقصود احمد صاحب ناورک نمائندہ ماہنامہ انصار اللہ ناروے)

مطلب:۔ ناروے کا مطلب ہے شمالی راستہ۔ ناروے دلکش FJORDS، یخ بستہ سمندروں، بلند و بالا پہاڑوں، صنوبر کے جنگلات، بل کھاتی ہوئی وادیوں، گنگناتی ندیوں، دریاؤں، خوبصورت آبشاروں، جھیلوں، زمانۂ قدیم میں بحری قزاقوں کا مسکن، تصوّراتی جنّوں کی دُنیا، مضبوط شہنشاہیت، قابلِ دید گرجاؤں، جھینگا، لکس مچھلی، رینڈیر، برفانی ریچھ، سمندری چمگادڑوں، بندرگاہوں اور علمبردارِ امن، شخصی آزادی کا ملک ہے۔

جغرافیائی پوزیشن:۔ ناروے کا انتہائی شمالی سرحدی مقام خطِ استوا سے شمال ۷۱ ڈگری، گیارہ منٹ ۸ سیکنڈ عرضِ بلد، انتہائی جنوبی سرحدی مقام خطِ استوا سے شمال ۵۷،۵۷،۳۱،۱ عرض بلد انتہائی مشرقی سرحدی مقام خطِ استوا سے مشرق ۳۱،۱۰،۴ طول بلد اور انتہائی مغربی سرحدی مقام خطِ استوا سے مشرق ۳۰،۱۳،۴ طول بلد پر واقع ہے۔

ناروے کی سرزمین میں ۵۰ فیصد پہاڑ، ۲۸ فیصد قابلِ کاشت زمین کے قطعات، ۲۰ فیصد جنگلات، ۵ فیصد جھیلیں اور ایک فیصد سے کم حصّہ پر لوگوں کی بُود و باش ہے۔ ناروے یورپ کا دوسرا ملک ہے جس کی آبادی سب سے کم ہے۔

محلِ وقوع:۔ ناروے دُنیا کے انتہائی شمال میں قطب شمالی کے قریب ترین واقع ہے۔ اس کی مشرقی سرحد شمالاً، جنوباً روس، فن لینڈ اور سویڈن کے ساتھ ۲۵۳۱ کلومیٹرز ملتی ہے۔ مغربی سرحد پر شمالاً جنوباً بحرِ شمالی ۲۶۵۰ کلومیٹرز واقع ہے۔ ناروے کی لمبائی ۱۷۵۲ کلومیٹرز ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی ۴۳۰ کلومیٹرز اور کم سے کم چوڑائی ۶۳ کلومیٹرز ہے۔

رقبہ:۔ ناروے کا رقبہ ۳۸۶۳۰۸ مربع کلومیٹرز ہے۔ ناروے کے زیرِ تسلّط علاقے

جزیرہ SVRBARD ۶۲۰۴۹ مربع کلومیٹرز، جزیرہ JANMAYEN ۲۷۲۵ مربع کلومیٹرز، جزیرہ BOUVET ۵۸۵ مربع کلومیٹرز اور جزیرہ PETER ۲۴۹ مربع کلومیٹرز ہیں۔ اس کی بین الاقوامی سمندری سرحد ۲۰۰ سمندری میل اور سمندری رقبہ ۹ لاکھ مربع کلومیٹرز ہے۔ ناروے کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً ایک لاکھ پچاس ہزار جزائر واقع ہیں۔ اس میں دو لاکھ جھیلیں اور دو صد رجسٹرڈ دریا ہیں۔ ناروے کا لمبا ترین دریا GLOMMA ہے اور بلند ترین پہاڑ GALDHOPIGGEN سطح سمندر سے ۲۴۶۹ میٹرز بلند ہے۔

موسم :- دورانِ سال ناروے کے موسم کا اوسط درجہ حرارت مغربی ساحل کے ساتھ ۸ ڈگری سنٹی گریڈ اور FINMARK کے علاقہ میں منفی دو ڈگری سنٹی گریڈ اور موسم سرما میں KARASJOK کے مقام پر سخت ترین سردی منفی ۵۱ ڈگری سنٹی گریڈ ریکارڈ کی گئی ہے۔ دورانِ سال اوسلو کے علاقہ میں ۷۴ء سنٹی میٹرز اور برگن کے علاقہ میں ۱۹۶ سنٹی میٹرز بارش ہوتی ہے جنوری اور فروری میں سخت سردی پڑتی ہے۔

آبادی :- دس ہزار سال قبل اندرونِ ملک برف کا ایک بہت بڑا تودہ پگھلا تو شمالی ممالک کے لوگوں کی اکثریت ناروے میں آکر آباد ہوئی اور کچھ دوسرے ممالک سے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے وہ آج بھی صرف بیس ہزار کی اقلیت میں ناروے کے شمالی علاقوں میں آباد ہیں اور LAPPS کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کی زبان، تہذیب اور رنگ و نسل اہلِ ناروے سے بالکل مختلف ہے۔ نارویجن حکومت نے ان کو مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت فراہم کی ہے یکم فروری ۱۹۸۴ء کی مردم شماری کے مطابق ناروے کی آبادی اکتالیس لاکھ اٹھاون ہزار تھی اور کل آبادی کا ۴۵ فیصد حصہ شہروں اور قصبات میں آباد ہے۔

تارکینِ وطن :- یکم اپریل ۱۹۸۵ء کے جائزے کے مطابق ناروے ۹۸۶۶۷ غیر ملکی آباد ہیں۔ تیسری دنیا کے باشندوں میں اکثریت مزدور پیشہ لوگوں کی ہے مختلف ممالک کے تارکینِ وطن کا تناسب مندرجہ ذیل ہے:-

شمالی ممالک کے لوگ ۳۰٫۷ء، شمالی ممالک کے علاوہ یورپین اقوام ۳۱٫۷ء، افریقہ ۳٫۴ء، ایشیا ۱۹٫۷ء، لاطینی امریکہ اور ویسٹ انڈیز ۲٫۴ء، آسٹریلیا ۶ء اور شمالی امریکہ ۱۱٫۴ء۔

تاریخ ناروے

آٹھویں نویں صدی میں VIKINGS کی سرگرمیاں عروج پر تھیں اور نویں صدی میں

KING HARALD ہوئی اور بادشاہ REALM BATTEL OF HARSFJORD
تے مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے ناروے کا اقتدار سنبھال لیا۔ ۱۰۳۰ء میں HARFAGRE
ناروے کا دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کی جنگ میں ڈینش بادشاہ KING OLAV HARALDSSON
مارا گیا اور بعد میں اس نے ناروے کے ولی اعظم کے طور پر شہرت پائی۔ ۱۳۸۰ء میں ناروے اور ڈنمارک
کا الحاق ہوا۔ اس الحاق کا خاتمہ ۱۸۱۴ء میں ہوا۔ جب ڈنمارک کو نپولین کی جنگوں میں شکست ہوئی
تو ڈنمارک کو مجبور کیا گیا کہ وہ ناروے کو سویڈن کے حوالے کر دے لیکن ناروے نے اس ڈینش
سویڈش معاہدہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ قومی اسمبلی ناروے نے ۱۴ مئی ۱۸۱۴ء کو نارویجن دستور
کا اعلان کرتے ہوئے ڈینش شہزادے کو ناروے کا بادشاہ منتخب کر لیا۔ اس پر ناروے اور سویڈن
کے درمیان جولائی، اگست دو ماہ جنگ جاری رہی اور نارویجن قومی اسمبلی کے منتخب کردہ بادشاہ
نے استعفیٰ دے دیا۔ اس پر پہلی قومی اسمبلی نے سویڈن کے ساتھ الحاق کو تسلیم کر لیا۔ یہ الحاق
۱۹۰۵ء تک قائم رہا۔ ۱۸۶۶ء تا ۱۸۷۳ء میں ایک لاکھ سے زائد نارویجن امریکہ نقلِ مکانی کر گئے
اور ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۰ء میں دوسری مرتبہ دو لاکھ سے زائد افراد ناروے سے ہجرت کر گئے اور مجموعی
طور پر ۸ لاکھ ۸ ہزار نارویجن ناروے سے ترکِ سکونت کر گئے۔ واضح رہے امریکہ کے صدر مسٹر
ریگن کے مقابلہ میں صدارتی امیدوار مسٹر مانڈیل نارویجن نژاد ہیں۔ ۱۸۸۴ء میں پہلی مرتبہ ناروے میں پارلیمانی
نظام جاری کیا گیا۔ ۱۹۰۵ء میں ناروے سویڈن سے آزاد ہوا اور ڈینش شہزادے CARL کو ناروے کا
بادشاہ منتخب کر لیا گیا اور اس نے KING HAAKON VII کا لقب اختیار کیا۔ یہ موجودہ بادشاہ
کے والد تھے۔ ان کا مجسمہ نیشنل تھیٹر اوسلو کے قریب وزارتِ خارجہ کے دفتر کے سامنے نصب ہے۔
۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء جنگِ عظیم اوّل کے دوران ناروے غیر جانبدار رہا لیکن اس کے بحری تجارتی بیڑے
کو شدید نقصان پہنچا۔ دوران جنگِ عظیم دوم ۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو جرمن فوجیں جنوبی ناروے میں داخل
ہو گئیں اور جرمنوں نے اس سال ۵ مئی کو شمالی ناروے پر قبضہ کر لیا۔ ۷ جون کو قومی اسمبلی کی منظوری
سے بادشاہ کراؤن پرنس (موجودہ بادشاہ) اور کابینہ لندن منتقل ہو گئی تاکہ وہاں سے ملکی آزادی کی
جدوجہد جاری رکھی جا سکے۔ اور جرمن کی مشروط اطاعت و مطالبات کے خلاف مضبوط موقف اختیار
کرنے پر KING HAAKON VII نے بڑی شہرت پائی اور عوام میں بے حد مقبول ہوئے۔ ۸ مئی
۱۹۴۵ء کو جرمن فوجوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ اسی سال ۱۶ نومبر کو نارویجن قومی اسمبلی کے U.N. کے
چارٹر کی توثیق کر دی۔ نارویجن وزیرِ خارجہ MR. TRYGVE LIE U.N. کے پہلے سیکرٹری جنرل

مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں KING HAAKON VII کی وفات پر کراؤن پرنس OLAV نے KING OLAV V کے لقب سے ملک کا اقتدار سنبھال لیا۔ ۱۹۷۱ء میں بحرِ شمالی میں تیل کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ آج ناروے تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم کا اہم رکن ہے۔ ۱۹۷۸ء میں ناروے نے FISAING کے متعلق BRENT SEA جو "GREYZONE AGREEMENT" کے نام سے موسوم ہے روس سے معاہدہ کیا جو ملک کے لئے متنازع مسئلہ بن گیا۔ ماسکو میں اس معاہدہ پر دستخط کرنے والے نارویجن وزیر کے سیکرٹری MR. ARNE TREHOLT تھے جو بعد میں روس کے لئے جاسوسی کرنے کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے۔

ناروے کی سیاسی حالت

سیاسی حالت :- جنگِ عظیم دوم کے بعد قومی اسمبلی سیاسی استحکام کی ذمہ دار ہے۔ کئی مرتبہ سیاسی مسائل پر بحران کی کیفیت پیدا ہوئی۔ مثلاً اتحادی افواج اور جنگی ساز و سامان کا ناروے میں قیام، ایٹمی میزائلز کی مغربی یورپ میں تنصیب اور شمالی یورپ NUCLEAR FREE ZONE کا مسئلہ فلاحی اور قدامت پسند سیاسی جماعتوں میں وجہ نزاع بنا رہا البتہ NATO کی سرگرم رکنیت پر سب کا اتفاق ہے۔ ۱۹۸۱ء میں قدامت پسند سیاسی جماعتوں کی مخلوط حکومت بنانے کی کوشش ناکام ہو گئی اور ان کی یہ کوشش ۱۹۸۳ء میں بار آور ہوئی لیکن مئی ۱۹۸۶ء میں ان کی مخلوط حکومت ٹوٹ گئی۔ آج بھی دونوں سیاسی گروہوں میں بہت سے سیاسی مسائل پر اختلافات ہیں۔ مثلاً ناروے کا NEW ABORTION ACT، تیل کی پیداوار اور برآمد، قومی میزانیہ، انفرادی ملکیت و تجارت اور ٹیکس کی شرح میں کمی یا زیادتی۔ مؤخر الذکر دونوں مسائل زیادہ نزاع کا باعث ہیں۔ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۶۱ء فلاحی مزدور پارٹی بلا شرکتِ غیر ملک کی حکمران رہی۔

سیاسی پارٹیاں :- اس وقت ناروے میں گیارہ سیاسی جماعتیں ہیں ان میں سے صرف چھ کو قومی اسمبلی میں نمائندگی حاصل ہے۔ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت مزدور پارٹی ہے اس کے ۷۱ نمائندگان قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ دوسرے نمبر پر قدامت پسند پارٹی ہے۔ اس کے ۵۰ نمائندگان قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ اس وقت ناروے کی حکمران مزدور پارٹی ہے اور اس کی اتحادی جماعتیں سوشلسٹ لفٹ پارٹی اور پروگرس پارٹی ہیں۔

اتحادی حکمران سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان کی قومی اسمبلی میں تعداد ۷۹ ہے۔ حزبِ مخالف

میں قدامت پسند پارٹی، عیسائی جمہوری پارٹی، CENTRE پارٹی ایک دوسرے کی حلیف ہیں۔ قومی اسمبلی میں ان کے نمائندگان کی تعداد ۸۰ ہے۔ قومی اسمبلی میں سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

مزدور پارٹی ۷۱، سوشلسٹ لفٹ پارٹی ۶، پروگرس پارٹی ۲، قدامت پسند پارٹی ۵۰، عیسائی جمہوری پارٹی ۱۶، CENTRE پارٹی ۱۲۔ کُل تعداد ۱۵۷ نشستیں۔

ناروےجن دستور:- نپولین کی جنگوں میں جب ڈنمارک کو شکست ہوئی تو ڈنمارک کو مجبور کیا گیا کہ وہ ناروے کو سویڈن کے حوالے کر دے۔ ڈنمارک اور سویڈن کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا اس معاہدہ کا انکار کرتے ہوئے نارویجن قومی اسمبلی نے EIDSVOLL کے مقام پر ۱۷ مئی ۱۸۱۴ء کو نارویجن دستور تیار کر کے قومی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس دستور کو تیار کرتے وقت امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے دساتیر کو بنیاد بنایا گیا۔ اس میں دوسرے مسائل کے علاوہ ایک ڈویژن تشکیل دیا گیا۔ اس ڈویژن میں ایک مالیاتی کمیٹی، اس کی ذمہ دار قومی اسمبلی ہے۔ دوسری انتظامیہ کمیٹی اس کی ذمہ دار شہنشاہ کی سربراہی میں حکومت اور عدلیہ ہے۔ عدالتِ عظمیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر دستور کی خلاف ورزی کی جائے تو وہ خلافِ دستور فیصلہ کو ردّ کر سکتی ہے لیکن عدالتِ عظمیٰ نے اس اختیار کو شاذ و نادر ہی استعمال کیا ہے۔ دستور میں بہت سی ترامیم کی گئی ہیں۔ دستور میں ترامیم کی تجاویز کو نئے انتخابات تک ملتوی رکھا جاتا ہے۔ ان ترامیم کو نئی قومی اسمبلی دو تہائی کی اکثریت سے منظور کرتی ہے۔

قومی اسمبلی کے اختیارات میں اضافہ:- پارلیمانی نظام کے تحت ۱۹۸۴ء میں قومی اسمبلی کو مزید وسیع اختیارات دیئے گئے کہ ممبرانِ حکومت قومی اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اہم معاملات پر اگر ممبران قومی اسمبلی کی اکثریت ان کے حق میں رائے دہی نہیں کرتی تو ممبرانِ حکومت استعفیٰ دینے پر مجبور ہیں۔

بادشاہ کے اختیارات:- بادشاہ کے اختیارات نہایت محدود ہیں۔ ناقابلِ حل پارلیمانی بحران کے موقع پر حزبِ اختلاف کے لیڈر کو بادشاہ نئی حکومت کی تشکیل کی ہدایت جاری کر سکتا ہے۔ بادشاہ کابینہ کے اجلاسوں کی صدارت کرتے ہیں جو عموماً ہر جمعہ کو شاہی محل میں ہوتے ہیں۔ ناروے میں بادشاہ کی حیثیت کو بطور قومی تفاخر استعمال کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح جیسے برطانوی شہنشاہیت قومی امتیازی نشان ہے۔

ناروے کی تمدّنی حالت

زبان :- پہاڑوں اور FJORDS کی بہتات کی وجہ سے ناروے کی آبادی منتشر ہے۔ ان قدرتی رکاوٹوں کی وجہ سے لوگوں کو میل ملاقات کے مواقع کم ہی میسر آتے ہیں اس وجہ سے بہت سے مختلف علاقائی طرزِ تکلّم ہیں۔ ان کے علاوہ ناروے کی دو قومی زبانیں ہیں BOKMAL اور NYNORSK۔ چار صدیاں ناروے ڈنمارک کا محکوم رہنے کی وجہ سے BOKMAL زبان پر ڈینش کے اثرات زیادہ ہیں اور NYNORSK زبان پر دیہاتی طرزِ کلام کے اثرات غالب ہیں۔ سکول میں دونوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔

معیارِ زندگی :- ملکی بجٹ کا ۵۵ فیصد حصہ عوام الناس کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے ہر نارویجن کو بنیادی سہولتیں مساوی حاصل ہیں۔

تعلیم و صحت :- ناروے میں ابتدائی تعلیم لازمی اور مفت ہونے کی وجہ سے ناخواندگی بالکل ناپید ہے اور علاج کی سہولتیں مفت میسّر آنے کی وجہ سے صحت کا معیار بھی بہت اعلیٰ ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق نارویجن قوم کا اندرونِ خانہ سب سے زیادہ اہم مشغلہ مطالعہ کتب ہے۔ ہر سال ہر نارویجن باشندہ اوسطاً ۵۰۰ کرونرز کی کتب خریدتا ہے۔ ہر سال ناروے میں دو ہزار نئی کتب شائع ہوتی ہیں۔ ان میں سے تقریباً دس فیصد ناول ہوتے ہیں۔

کھیلیں :- صحت کے معیار کو بلند تر رکھنے کے لئے حکومت سرمائی اور گرمائی کھیلوں کی بڑی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور لوگ جنون کی حد تک کھیلوں کے شوقین ہیں۔ ناروے نے بین الاقوامی سرمائی کھیلوں کے مقابلوں میں سنہ ۱۹۲۴ء تا سنہ ۱۹۸۴ء ۵۴ سونے، ۵۷ چاندی اور ۵۲ کانسی کے کل ۱۶۳ تمغے جیتے۔ دیگر گرمائی کھیلوں کے علاوہ ہر سال اوسلو میں دُنیا کا سب سے بڑا ناروے فٹ بال کپ ٹورنامنٹ ہوتا ہے۔

اھلِ ناروے کی روایتی عادات :- اہلِ ناروے اپنے ملک سے بے حد محبّت اور نارویجن ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ غیر ملکی ارزاں اشیاء کی نسبت گراں ملکی اشیاء خریدنا پسند کرتے ہیں۔ نارویجن انتہائی خاموش طبع، شرمیلے اور تنہائی پسند ہونے کی وجہ سے اجنبی لوگوں سے کم ہی میل ملاپ بڑھاتے ہیں لیکن سرد روی کے اس پردہ کو چاک کرنا سیاحوں کے لئے ناممکن بھی نہیں۔ اگر نارویجن سے دوستی ہو جائے تو اہلِ ناروے بڑے ملنسار، بڑے پُرخلوص اور باتوں کے بڑے رسیا ہیں۔

اھلِ ناروے سے میل ملاقات :- اگر کسی غیر ملکی کو کوئی نارویجن گھر پر مدعو کرے تو اہلِ خانہ

کے لئے پھولوں کا گلدستہ، چاکلیٹ کے پیکٹ یا اپنے ملک کی کوئی مخصوص چیز خواہ کتنی ہی ارزاں ہو بطور تحفہ پیش کرنا بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ مہمان مرد کو بطور عزت افزائی کھانے کی میز کے سرے پر بٹھایا جاتا ہے اور گھر کی مالکہ اس کی دائیں جانب بیٹھتی ہے۔ اختتام تناول پر کھانے میں شریک دوسرا مرد مہمان کی نمائندگی کرتے ہوئے مختصر سی تعارفی تقریر کرتا ہے۔ اِس تقریر کا حرفِ آخر گھر کی مالکہ کے لذیذ پکوان کی تعریف پر ہوتا ہے اور رخصت ہوتے وقت مہمان کے لئے بنفسِ نفیس گھر کی مالکہ سے ہاتھ ملا کر اس کے تیار کردہ لذیذ کھانوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

جھونپڑیوں میں قیام:- دَورانِ سال موسم کی شدّت سے بے نیاز اہلِ ناروے JOGGING ، SKING ، SKATING اور مچھلی کے شکار کے بے حد رسیا ہیں۔ اگر آپ کی کسی نارویجن سے دوستی ہے تو وہ آپ کو ریسٹورنٹ کی بجائے جھونپڑی میں مدعو کرنا زیادہ پسند کرے گا۔ اِس کی وجہ یہ نہیں کہ نارویجن ریسٹورنٹ باقی یورپ کی نسبت زیادہ مہنگے ہیں بلکہ نارویجن قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہونا اور ان کے قریب قیام کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جھونپڑی کے سفر کے لئے گرم کپڑے اور ربڑ کے بڑے بُوٹ ہمراہ لینا بھی نارویجن کی فطرتِ ثانیہ ہے۔

۲۱ جون موسمِ گرما کے شباب کی شام:- ناروے میں موسمِ گرما بہت مختصر اور بڑا دلفریب ہوتا ہے۔ ۲۱ جون موسمِ گرما کی روشن ترین رات ہوتی ہے۔ ۲۱ جون موسمِ گرما کے شباب کی شام کو اہلِ ناروے بڑے شوق و اہتمام سے مناتے ہیں۔ جن کے پاس کشتیاں ہیں وہ ایک لاکھ پچاس ہزار جزائر میں سے کسی ایک کا رُخ کرتے ہیں۔ کچھ جھیلوں، آبشاروں کے کنارے ڈیرہ جما لیتے ہیں کچھ FJORDS اور سمندر کے سنگھم پر پکنک کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔ ان مقامات پر آدھی رات کو آگ روشن کر کے سازوں کے ساتھ ناچتے گاتے اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

کرسمس:- اہلِ ناروے کا سب سے بڑا تہوار کرسمس ہے۔ اِس کی وجہ صرف مذہب ہی نہیں بلکہ دَورِ جہالت سے ہی اہلِ ناروے اِسے بڑی دھوم دھام سے مناتے چلے آرہے ہیں۔ سال کی طویل ترین گہری سیاہ رات کو سالانہ مذہبی جشن منا کر گزارتے ہیں۔ ہفتوں پہلے اس کی تیاری، گھر کی سجاوٹ، تحفے تحائف کی خرید، بڑی احتیاط سے کرسمس ٹری کا انتخاب اور اس کی سجاوٹ شروع کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ اہلِ ناروے جنون کی حد تک اِس تہوار کو منانے کے شوقین ہیں اور اس کو خاندانی تہوار تصور کیا جاتا ہے۔ ۲۴ دسمبر بعد دوپہر گرجاؤں کی گھنٹیاں بجتی ہیں۔ لوگ گرجا گھروں میں جاتے

ہیں۔ شام کو سارے خاندان کی دعوت کی جاتی ہے۔ تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ لوگ لذیذ پکوان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کرسمس درخت کے گرد اگرد نارویجن گھومتے، ناچتے اور گاتے رات گزارتے ہیں اور دعوتوں کے اِس تسلسل کا سلسلہ نئے سال تک جاری رہتا ہے۔

۱۷ مئی :- ۱۷ مئی ۱۸۱۴ء کو نارویجن دستور اور قومی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ اِس قومی تہوار کو اہلِ ناروے بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ دُنیا کے بیشتر ممالک قومی دن فوجی پریڈ اور جنگی ساز و سامان کی نمائش سے مناتے ہیں لیکن نارویجن قومی دن کو فوجی پریڈ کی بجائے بچّوں کی مارچ پاسٹ سے مناتے ہیں۔ دارالحکومت اوسلو میں مختلف سکولوں کے بچّے خوبصورت رنگوں کی نفیس یونیفارم زیبِ تن کر کے سکول بینڈ کے ساتھ ناروے کا جھنڈا اٹھائے مارچ پاسٹ کرتے ہوئے KARL JOHANS GT. میں سے گزرتے ہوئے شاہی محل کی طرف جاتے ہیں۔ شاہی محل کی بالکونی میں کھڑے ہوئے بادشاہ اور افرادِ شاہی خاندان کو سلامی دیتے ہیں۔ اس دن ہر نارویجن خوبصورت لباس زیبِ تن کر کے بچّوں کی مارچ پاسٹ دیکھنے کے لئے سڑکوں کے کنارے کھڑا نظر آتا ہے۔ یہ قومی دن سارے ناروے میں ہر شہر قصبہ اور گاؤں میں بچّوں کی مارچ پاسٹ سے منایا جاتا ہے۔

MIDNIGHT SUN :- شمالی ناروے سیاحوں کی دُنیا میں MIDNIGHT SUN کے نام سے مشہور ہے۔ قطب شمالی کے دائرہ میں موسمِ گرما میں سورج دن رات چمکتا ہے اور موسمِ سرما میں ۲۴ گھنٹے رات کی تاریکی چھائی رہتی ہے چھٹی صدی قبلِ مسیح میں PYTHEAS نامی سب سے پہلا یونانی سیاح ULTIMA THULE کے مقام پر MIDNIGHT SUN دیکھنے آیا۔ موسم گرما میں BOD کے مقام پر ۷ جون تا ۸ جولائی سورج غروب نہیں ہوتا اور موسمِ سرما میں ۱۵ تا ۲۹ دسمبر رات کی گہری تاریکی چھائی رہتی ہے۔ قطب شمالی میں ۱۴ مئی تا ۲۹ جولائی دن رات سورج چمکتا ہے اور ۱۸ نومبر تا ۲۴ جنوری صبح نمودار نہیں ہوتی۔

ناروے کی مذہبی حالت

ناروے کی مذہبی حالت :- ناروے میں مکمل مذہبی آزادی ہے۔ ناروے کے ہر شہر میں جگہ جگہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی عبادت گاہیں ہیں۔ ان عبادت گاہوں کے لئے مکانیت مہیا کرنے کے [illegible] حکومت ان کی سرپرستی بھی کرتی ہے۔ دسویں صدی عیسوی میں عیسائیت کا نفوذ ناروے میں ہوا۔ ملک کا مذہب عیسائیت ہے۔ ملک کی ۸۸ فیصد آبادی قومی چرچ (باقی صفحہ ۴۴ پر)

ماہنامہ انصار اللہ

مرکز میں ناظمینِ اضلاع و زعماء اعلیٰ انصار اللہ کی میٹنگ منعقدہ بیس ۲۰ فروری ۱۹۸۷ء میں ماہنامہ انصار اللہ سے متعلق جو ضروری گزارشات کی گئیں ان کا خلاصہ پیش ہے:-

الحمد للہ ماہنامہ انصار اللہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اشتہارات کی آمدنی نہ ہونے کے باوجود ماہنامہ مالی لحاظ سے خود کفیل ہو چکا ہے۔ چند سال پیشتر ماہنامہ کی سرکولیشن پندرہ سو سے اٹھارہ سو تک تھی جو اب بڑھ کر پانچ ہزار ہو گئی ہے۔ کتابت معیاری اور عام گٹ اپ مناسب اور دیدہ زیب ہے۔ ماہنامہ اپنی علمی، دعوت اِلی الحق اور تربیتی ذمہ داری سے احسن رنگ میں عہدہ برآ ہو رہا ہے۔ قارئین اس کے مطالعہ سے ایک خاص لطف اور حظ محسوس کرتے ہیں۔

مرکز کی یہ خواہش اور کوشش ہے کہ یہ رسالہ ہر رکن انصار اللہ خود خرید کر پڑھے تاکہ انصار کے کندھوں پر تربیت کی جو بھاری ذمہ داری عاید ہوتی ہے وہ اس کو کماحقہ، ادا کر سکیں۔ خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔ ٹارگٹ یہ ہے کہ ہر مجلس میں جتنی انصار کی تعداد ہو اس کے مطابق پرچہ جاری ہو۔ اس کوشش کے حصول میں کئی مجالس نے ماشاء اللہ مستعدی دکھائی ہے اور وہ ایک عرصہ سے اپنی تجنید کے مطابق پرچہ خرید رہی ہیں۔ اِن مجالس کے اراکین میں سے اَن پڑھ، معذور اور مالی دشواری کا عذر کرنے والے دوست بھی موجود تھے مگر ان مجالس نے اَن پڑھ اور معذور دوستوں سے یہ گزارش کر کے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو یہ رسالہ پڑھائیں خریدار بنایا اور مالی مقدرت نہ رکھنے والے دوستوں کا بوجھ ان کے صاحب حیثیت بھائیوں نے اُٹھایا۔ اِس طرح وہ سو فیصد انصار کے نام پرچہ جاری کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ایسی مجالس کے عہدیداران کو جزائے خیر دے اور ان کا ہر طرح حامی و ناصر ہو۔ دعا اور نیک نمونہ پکڑنے کے لئے ایسی مجالس کے نام حسبِ ذیل ہیں:-

ادارِیہ

لذّتِ ہجر جو بخشی ہے تو اب مئے وصل عطا کر

ماہِ اپریل! ماہِ شہادت! خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کی شہادت کہ ماہِ حق و صداقت ہمیشہ ابرِ مخالفت کے بعد نکھرتا ہے۔ ستارۂ صدق و ایمان ہمیشہ تاریک راتوں کے بعد اُبھرتا ہے۔ اور اس معرکہ میں ایک قسم کی ظاہری شکست ہمیشہ عارضی نوعیّت کی ہوتی ہے۔ حق کی چمکار ہمیشہ مخالفت کے دبیز پردوں اور معاندت کی غلیظ تہوں کو چاک کرکے ضیاء پاشی کے سامان کرتی اور مظفّر و منصور ہوتی ہے بار بار تاریخِ عالم کے اوراقِ پارینہ اہلِ بصیرت کے لئے اسی بابِ زرنگار کی رونمائی کرتے رہے جس میں ہر دفعہ اہلِ صدق و وفا اخلاص و ایمان کی جوت جگاتے رہے اور اس کے برعکس ہر مرتبہ اہلِ جور و جفا اپنے انیاب و اظفار کو تیز تر کرتے رہے لیکن آخرکار فتح و نصرت اور ظفر و شوکت نے ان قدموں کا بوسہ لینے میں فخر محسوس کیا جو اللہ تعالیٰ کے دامن سے وابستہ ہونے والے تھے۔

یہ عجیب حُسنِ امتزاج ہے کہ ماہِ شہادت کے اختتام پر ماہِ ہجرت کا آغاز ہوتا ہے اور پھر ماہِ احسان جس میں خفیف سا اشارہ ہے کہ شدائد و مصائب اور حوادث و نوائب کے نتیجہ میں بعض اوقات ہجرت بھی لازم ہو جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے ارشاد اِنَّ اَرْضَ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ کے تحت بے شمار احسانات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہ تقریباً نصف صدی قبل اس حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے مطالبات تحریکِ جدید صہ ۵۲ پر فرماتے ہیں:-

"چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ قوم کو مصیبت کے وقت پھیلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ مکّہ میں اگر تمہارے خلاف جوش ہے تو کیوں باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں پھیل نہیں جاتے۔ اگر باہر نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ترقی کے بہت سے راستے کھول دے گا۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت کا بھی ایک حصّہ ایسا ہے جو ہمیں کچلنا چاہتا ہے اور رعایا میں بھی۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ ہماری مدنی

ناظم آباد کراچی۔ عزیز آباد کراچی۔ بھاٹی گیٹ لاہور۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ مارٹن روڈ کراچی۔ ڈرگ روڈ کراچی۔ شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔ اسلام آباد شرقی۔ اسلام آباد غربی۔ اٹک شہر۔

جن مجالس نے ابھی اِس ٹارگٹ کو حاصل کرنا ہے ان پر آہستہ آہستہ بوجھ ڈالا جارہا ہے۔ گذشتہ سال محترم جناب صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے جولائی کے آخر پر ہونے والی ناظمین کرام اور زعماء اعلیٰ اصحاب کی میٹنگ میں ان کو نئی خریداری کا ٹارگٹ دیا تھا الحمد للہ ان میں سے مندرجہ ذیل اضلاع نے اپنا ٹارگٹ پورا کر دیا ہے بعض اضلاع نے تو اپنے ٹارگٹ سے بھی زیادہ خریداری پیش کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور اخلاص میں برکت دے۔ آمین

ضلع جھنگ۔ میانوالی۔ ملتان۔ خانیوال۔ وہاڑی۔ اوکاڑہ۔ ساہیوال۔ لیہ۔ اٹک میرپور (آزاد کشمیر) پشاور۔

مندرجہ ذیل اضلاع ایسے ہیں جن کا ٹارگٹ پورا ہونے میں معمولی کمی ہے:۔

ضلع گوجرانوالہ۔ بہاولپور۔ فیصل آباد۔

ہمّت کرکے اپنے ٹارگٹ کو پورا فرماویں۔

محترم جناب صدر صاحب نے زعماء اعلیٰ کو الگ ٹارگٹ دیا تھا ان میں سے جن مجالس نے اسے پورا فرما دیا ہے ان کے نام یہ ہیں:۔

پشاور شہر۔ راولپنڈی صدر۔ ملتان شہر۔ دارالذکر لاہور۔ مغلپورہ لاہور۔

صوبہ سندھ کے اضلاع کو دو تین ماہ کی تاخیر سے ٹارگٹ دیا گیا تھا شاید یہی وجہ ہے کہ ان کی طرف سے اِس وقت تک ٹارگٹ پورا ہونے کی اطلاع نہیں ملی۔

اِس اجلاس سے پندرہ بیس دن قبل خاکسار نے جملہ ناظمین کرام کی خدمت میں اپنا ٹارگٹ پورا کرنے کے لئے یاد دہانی کروائی تھی اور ان سے درخواست کی تھی کہ اِس میٹنگ تک ٹارگٹ پورا کر دیا جائے جن اضلاع نے اسے پورا کر لیا ہو ان سے میری درخواست ہے کہ اِس نئی خریداری کا چندہ اور مکمل پتہ جات جن پر رسالہ جاری ہونا ہے دفتر میں جمع کروا دیں۔

جو اضلاع یا مجالس علیحدہ ابھی تک اِس ٹارگٹ کو پورا نہیں کر سکیں ان سے میری درخواست ہے کہ جلد اِس طرف توجہ فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

۱۹۸۶ء میں سو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالس انصار اللہ

ضلع جھنگ : ربوہ - پیرو چک - پکا نسوآنہ - ٹھٹھہ شیرکا - جھنگ صدر - جل بھٹیاں - چک ۵/۳-ب - چک نمبر ۱/۳-ب - چک نمبر ۲۰ کھگ - چک نمبر ۴۴۲ بیل وسیر - چک نمبر ۴۹۷ ج - ب - چنیوٹ - چاہ لڈیانہ - چاہ کوروالا - سانگرہ - شورکوٹ - عنایت پور بھٹیاں - کوٹ قاضی - کوٹ سلطان - گگی نو - گڑھ مہاراجہ - لالیاں - لولہ شریف - کوٹ لالہ - بھیری تھل کالونی نمبر ۳ - سمندری - چک نمبر ۲۲۵ چچکانہ -

اسلام آباد : اسلام آباد شرقی - اسلام آباد غربی - پنڈ نبیگووال -

راولپنڈی : راولپنڈی شہر - ٹیکسلا - چونترہ - فاروقیہ - کہوٹہ - گوجرخاں - مندووال - محمودہ - واہ کینٹ - جہان -

جہلم - چکوال : بھون - بھوچھال کلاں - پاکستان چپ بورڈ فیکٹری - چک جمال - چکوال - دوالمیال - دینہ - دھرکنہ - محمودہ آباد - منگلا ڈیم - کوٹلہ فقیر - منتیال -

اٹک : اٹک شہر - کوٹ فتح خاں - پنڈی گھیپ -

پشاور : اچینی پایان - بازید خیل - رسالپور - نوشہرہ چھاؤنی - بنوں شہر - سرائے نورنگ -

ہزارہ ڈویژن : ایبٹ آباد - پھگلا - مانسہرہ -

آزاد کشمیر : بھابھڑہ - بھمبر - دنیال نکیاں - دولیاہ جٹاں - کوٹلی شہر - میرا بھڑکا - نیو میرپور - کھروٹہ -

سرگودھا : سرگودھا شہر - ادرحمہ - بھلوال - ٹھٹھہ جوئیہ - چک نمبر ۹ پنیار - چک نمبر ۳۲ جنوبی - چک نمبر ۳۳ جنوبی - چک نمبر ۳۵ شمالی - چک نمبر ۳۷ جنوبی - چک نمبر ۳۸ جنوبی - چک نمبر ۴۱ جنوبی - چک نمبر ۴۳ جنوبی - چک نمبر ۴۶ شمالی - چک نمبر ۴۹ جنوبی - چک نمبر ۶۴ جنوبی - چک نمبر ۷۱ جنوبی - چک نمبر ۷۹ شمالی - چک نمبر ۸۲ جنوبی - چک نمبر ۸۶ جنوبی - چک نمبر ۸۶ شمالی - چک نمبر ۸۸ شمالی - چک نمبر ۹۷ جنوبی - چک نمبر ۹۸ شمالی - چک نمبر ۹۹ شمالی - چک نمبر ۱۰۱ جنوبی - چک نمبر ۱۰۴ جنوبی - چک نمبر ۱۱۶ جنوبی - چک نمبر ۱۲۴ جنوبی -

چک ۱۳۰ شمالی۔ چک ۱۵۲ شمالی۔ چک ۱۶۸/۱۷۱ منگلا۔ چک ۱۷۰/۱۷۲ شمالی۔ چاہ سردار والا۔ سلانوالی۔
رکھ چراگاہ۔ شاہ پور صدر۔ کوٹ مومن۔ گھوگھیاٹ۔ میانی۔ ہجکہ۔ ہلال پور۔ نہنگ۔

میانوالی/بھکر: میانوالی شہر۔ سکندر آباد۔ چک ۴۷/T.D.A۔ چک ۱۵/D.B۔ بھکر شہر۔ حیدر آباد تھل۔
چک ۷۰/M.L۔ چک ۱۶/M.L۔ چک ۴۹/M.L۔

کراچی: مارٹن روڈ کراچی۔ ناظم آباد کراچی۔ عزیز آباد کراچی۔

کوئٹہ: سریاب۔ سردار بہادر خاں۔

حیدر آباد: بشیر آباد اسٹیٹ۔ ٹنڈو محمد خاں۔ سنجر چانگ۔ ظفر آباد لوطکہ۔ گوٹھ حمید آباد۔
وسیم آباد۔

بدین: بدین شہر۔ ٹنڈو غلام علی۔ ٹنڈو بھاگو۔ چک ۵ احمد آباد۔ فدا آباد۔ ظفر آباد لاہینی۔
کوٹ احمدیہ۔ کھوسکی۔ گولارچی۔ خلیفہ قاسم گوٹھ۔

نواب شاہ: نواب شاہ شہر۔ باندھی۔ دوڑ۔ دریا خاں مری۔ سکرنڈ۔ قمر آباد۔ قاضی احمد۔
کنڈیارو۔ گوٹھ امام بخش۔ گوٹھ شاہ دین۔ گوٹھ شیر محمد۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام۔ مورو۔ قادر آباد۔

لاڑکانہ: لاڑکانہ شہر۔ گور گیج۔ گوٹھ جام خان چانڈیو۔

تھرپارکر: احمد آباد۔ بستی نور۔ جیمس آباد۔ چک ۲۶۹ ڈگری۔ چک ۲۷۰ کاچیلو۔ شریف آباد۔
صادق پور۔ کنری۔ کریم نگر۔ گوٹھ غلام رسول۔ گوٹھ عزیز احمد۔ گوٹھ احمدیہ۔ گوٹھ علم الدین۔ گوٹھ سندھوان
میرپور خاص۔ محمد آباد فارم۔ محمودہ آباد فارم۔ مصطفےٰ آباد فارم۔ لطیف نگر فارم۔ نصرت آباد۔ نوکوٹ
نور نگر فارم۔ ناصر آباد۔ نبی سرروڈ۔ نفیس نگر۔ عمر کوٹ۔ احمد نگر۔ نگر پارکر مٹھی۔

خیرپور: احمد آباد۔ گوٹھ غلام محمد شہانی۔ گوٹھ فتح دین۔ گوٹھ چوہدری علی محمد۔ گوٹھ چوہدری سلطان علی
جمال پور۔

سانگھڑ: سانگھڑ شہر۔ احمد پور۔ چک ۳۸۔ گوٹھ فتح خاں۔ چک ۲۴۔ گوٹھ ڈاکٹر خاں۔

سکھر/جیکب آباد: پنو عاقل۔ ڈھرکی۔ سیمنٹ ورکس روہڑی۔ شکارپور۔ کموشہدا بارہ۔
گوٹھ عنایت اللہ۔ میرپور ماتھیلو۔ جیکب آباد۔ گڈو۔ سجاول شہر۔ لاڈیول۔ مٹھ۔

لاہور: سمن آباد لاہور۔ دارالذکر لاہور۔ دہلی گیٹ لاہور۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ مغلپورہ
لاہور۔ باٹا پور۔ بھمیاں۔ بدری۔ جاہمن۔ رائے ونڈ۔ رکھ شیخ کوٹ۔ شاہدرہ۔ کماس۔ ٹھٹھنوال۔
ہانڈو گجر۔ ہڈیارہ۔ بھاٹی گیٹ لاہور۔

قصور : پتوکی ۔ جوڑا

شیخوپورہ : شیخوپورہ شہر ۔ بھینی شرقپور ۔ بیداد پور ۔ بلڑکے ۔ برج اٹاری ۔ باہڑیانوالہ ۔ بھوئیوالی ۔ بوڑے اٹھ ۔ جھیراں بھکی آنہ ۔ جھنگڑ حاکم والا ۔ چوہڑ کانہ ۔ چوڑاسگھر ۔ چک نمبر ۲/۵۲ احاطہ جواہر سنگھ چک نمبر ۴ بھگوان پور ۔ چک نمبر ۴/R-B ساہووالا ۔ چک نمبر ۵ رتی ۔ چک ۹/رب شاہ ۔ چک نمبر ۱۰/۶۳ خورد ۔ چک نمبر ۱۸ بہوڑو ۔ چک نمبر ۲۲/۷۵ ۔ چک نمبر ۲۵/R.B سٹھیالی خورد ۔ چک نمبر ۲۹ دہڑ ۔ چک نمبر ۳۳ دھارووال ۔ چک نمبر ۴۵ مرڑھ چک نمبر ۷۹ نواں کوٹ ۔ چک نمبر ۱۱۷ چھور ۔ چک نمبر ۱۲۰ چیلیکی ۔ چک نمبر ۱۲۳ سرانوالی ۔ چک نمبر ۱۶۹ گرمولا ۔ چک نمبر ۲۸۵ رنگڑ ننگل ۔ چک نمبر ۲۹۲ رام پور ۔ چاہ نیم والا ۔ ڈیرہ ڈوگراں ۔ ڈیرہ دادا پوترے ۔ سید والا ۔ سانگلہ ہل ۔ سچا سودا ۔ شیروکے ۔ شاہ کوٹ ۔ کوٹ عبدالمالک ۔ شوکت آباد ۔ فتح کلاس ۔ فیض آباد ۔ کوٹ رحمت خاں ۔ کرتو پنڈوری ۔ کوٹ دیالداس ۔ گجر ۔ کلسیاں ۔ کوٹلی چھور ۔ کیلے ۔ کالی بیر ۔ کچھلی ۔ جھنڈ میر ورک ۔ گھڑیال کلاں ۔ منڈی مریدکے ۔ منڈی مڑھ بلوچاں ۔ ننکانہ صاحب ۔ نارنگ منڈی ۔ واربرٹن ۔ چنوں گورایہ ۔ کوٹ باجوہ ۔ چک چٹھہ ۔ شرقپور شریف ۔ خانقاہ ڈوگراں ۔

گوجرانوالہ : گوجرانوالہ غربی ۔ گوجرانوالہ شرقی ۔ احسن آباد ۔ بھڑی شاہ رحمٰن ۔ پریم کوٹ ۔ پیرکوٹ متصل احمد نگر ۔ پنڈی بھٹیاں ۔ پھلوکی ۔ ترگڑی ۔ تلونڈی کھجور والی ۔ تولیکی ۔ تتلے عالی ۔ تلونڈی اہوالی تلونڈی موسیٰ خاں ۔ ٹھٹھہ راجیاں ۔ چک پٹھان ۔ چک چٹھہ ۔ چیانوالی ۔ حافظ آباد ۔ دولووالی ۔ سلہوکے ۔ سادھوکے ۔ علی پور چٹھہ ۔ فیروز والا ۔ قلعہ سنگھیاں ۔ قیام پور ورکاں ۔ کولو تارڑ ۔ کھیوےوالی ۔ لکھ کولو ۔ کوٹ شیرا ۔ کوٹ مرزا جان ۔ گکھڑ منڈی ۔ گرمولا ورکاں ۔ گجو چک ۔ مہے چٹھہ ۔ منڈیالہ وڑائچ ۔ موہلنکے ۔ منڈی سکھیکی ۔ نوشہرہ ورکاں ۔ نوکھر ۔ وزیر آباد ۔ ہیڈ خانکی ۔ گوجرانوالہ چھاؤنی ۔

گجرات : بزرگوال ۔ ببل پور ۔ بھلیر ۔ بٹالہ ساہیاں ۔ پوڑانوالہ ۔ پنڈی دھوتڑاں ۔ ترکھا ۔ جوڑا کرنانہ ۔ جلال پور جٹاں ۔ چوکنانوالی ۔ چک سکندر ۔ چک نمبر ۹ گر بخش پورہ ۔ چک نمبر ۲۰ ڈیری فارم ۔ چک نمبر ۲۶ اسلام آباد ۔ دیونا ماجرا ۔ دھوریہ ۔ دھدرا ۔ ڈنگہ ۔ رسول کالج ۔ سعداللہ پور سرائے عالمگیر ۔ مسوک کلاں ۔ شیخ پور ۔ شادیوال ۔ عالم گڑھ ۔ کلانوالہ ۔ کنجاہ ۔ کھوکھر غربی ۔ کھاریاں گلانوالہ ۔ گڑھا جٹاں ۔ منڈی بہاؤالدین شہر ۔ منڈی بہاؤالدین شوگر ملز ۔ مونگ ۔ معین الدین پور ملکانہ ۔ مرادوال ۔ نصیرہ ۔ نسووالی موہل ۔ کھیریانوالہ ۔

سیالکوٹ : سیالکوٹ شہر ۔ اونچا جبہ ۔ اسلام نگر ۔ بوبک مرالی ۔ بدوملہی ۔ باٹھانوالہ ۔ بن باجوہ ۔ بھاڈیوالہ ۔ بھاگووال ۔ بھرتھانوالہ ۔ بھڈال ۔ بڈھا گورایہ ۔ بھوڈی ملیاں ۔ بھروبہ کلاں ۔

پمپ المعروف احمد آباد۔ پنڈی بھاگو۔ پسرور۔ پہاڑنگ اونچا۔ پکی کوٹلی۔ تلونڈی بھنڈراں۔ ترسکہ سیاں۔ ٹھروہ۔ جامکے چیمہ۔ جامکے ڈھنڈسہ۔ جنڈ وساہی۔ جلالہ۔ چندر کے منگولے۔ چونڈہ۔ چوبک پور۔ چانگریاں۔ خانواں میانوالی۔ درگانوالی۔ دُھرگ۔ منڈیکی گورایہ۔ داتہ زید کا۔ دولم کاہلواں۔ ڈسکہ کوٹ ڈسکہ کلاں۔ ڈنڈ پور کھرولیاں۔ ڈگری گھمن۔ ڈھپئی۔ راؤکے۔ رائے پور۔ رامبڑہ۔ ساہووالا۔ سمبڑیال صابو بھڈیار۔ عیدی پور۔ عینووال۔ عزیز پور ڈگری۔ غوطہ فتح گڑھ۔ فتوکے۔ قلعہ کالروالہ۔ قادر آباد کوٹ کرم بخش۔ کوٹلی ہرنرائن۔ کنجروڑ۔ کورپور۔ کالیکے ناگرے۔ کھیوہ باجوہ۔ کلاسوالہ۔ کوٹ آغا۔ کوٹ گوندل۔ کوٹ سردار خان۔ کوروال۔ کھوکھروالی۔ گوجرہ۔ گوہدپور۔ گھریال کوٹ بڈا۔ گھنوکے ججہ گھٹیالیاں کلاں۔ گھٹیالیاں خورد شرقی۔ لبھے۔ نندی کی بیریاں۔ موسٰی والا۔ ملیانوالہ۔ مراڑہ۔ مالوکے بھلی۔ ملھوکے۔ میانہ پنڈ۔ مہدی پور۔ میانوالی سندھواں۔ معراجکے۔ نوادے بھیکیکے۔ نشتر آباد نذبحہ آباد۔ وسن کے۔ قاضی پہاڑنگ۔ اُگوکی۔

فیصل آباد : دارالفضل فیصل آباد۔ دارالذکر فیصل آباد۔ تاندلیانوالہ۔ جڑانوالہ۔ جھامرہ۔
چک نمبر ۲۵ گ ب۔ چک نمبر ۲۶ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۳ ج۔ب۔ چک نمبر ۴۰ گ۔ب۔ چک نمبر ۴۱ گ۔ب۔ چک نمبر ۴۷ ر۔ب
چک نمبر ۵۰ ج۔ب۔ چک نمبر ۵۲ گ ب۔ چک نمبر ۵۵-۵۶ گ۔ب۔ چک نمبر ۶۰ ج۔ب۔ چک نمبر ۶۰ ر۔ب۔ چک نمبر ۶۱ ر۔ب
چک نمبر ۶۱ ج۔ب۔ چک نمبر ۶۶ ج۔ب۔ چک نمبر ۶۹ ر۔ب۔ چک نمبر ۷۲ گ۔ب۔ چک نمبر ۷۷ ر۔ب۔ چک نمبر ۸۴ ج۔ب
چک نمبر ۸۸ ج۔ب۔ چک نمبر ۸۹ ج۔ب رتن۔ چک نمبر ۹۶ گ۔ب۔ چک نمبر ۱۰۱ ر۔ب۔ چک نمبر ۱۰۴ گ۔ب۔ چک نمبر ۱۲۵ گ۔ب
چک نمبر ۱۰۷ ر۔ب غربی۔ چک نمبر ۱۰۷ ر۔ب شرقی۔ چک نمبر ۱۰۸ ج۔ب۔ چک نمبر ۱۱۹ ر۔ب مسعود آباد۔ چک نمبر ۱۲۱ ج۔ب۔
چک نمبر ۱۲۶ ر۔ب۔ چک نمبر ۱۳۲ ر۔ب۔ چک نمبر ۱۳۲ گ۔ب۔ چک نمبر ۱۳۷ گ۔ب۔ چک نمبر ۱۳۹ ر۔ب گھمن۔ چک نمبر ۱۴۶ ر۔ب
چک نمبر ۱۴۷ ر۔ب۔ چک نمبر ۱۹۴ ر۔ب۔ چک نمبر ۱۹۵ ر۔ب۔ چک نمبر ۲۰۰ گ۔ب۔ چک نمبر ۲۰۳ گ۔ب۔ چک نمبر ۲۰۳ ر۔ب۔
چک نمبر ۲۰۸ گ۔ب۔ چک نمبر ۲۰۹ گ۔ب۔ چک نمبر ۲۳۰ ر۔ب۔ چک نمبر ۲۶۱ ر۔ب۔ چک نمبر ۲۶۶ ر۔ب۔ چک نمبر ۲۶۶ ر۔ب
صابو آنہ۔ چک نمبر ۲۷۵ ر۔ب۔ چک نمبر ۲۷۶ ر۔ب۔ چک نمبر ۲۷۸ گ۔ب۔ چک نمبر ۳۳۹ گ۔ب۔ چک نمبر ۵۵۹ گ۔ب۔
چک نمبر ۵۶۳ گ۔ب۔ چک نمبر ۵۶۵ گ۔ب۔ چک نمبر ۵۹۱ گ۔ب۔ چک نمبر ۶۴۴ گ۔ب۔ چک جھمرہ۔ سمندری
ماموں کانجن۔ چک نمبر ۱۲۰ ر۔ب۔ چک نمبر ۴۶۸ گ۔ب۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ : پیرمحل۔ جنگل امام شاہ۔ چک نمبر ۵۸/۳ ٹکڑا۔ چک نمبر ۹۴ ج۔ب۔ چک نمبر ۹۵ ج۔ب
چک نمبر ۱۴۸ گ۔ب۔ چک نمبر ۲۸۱ ج۔ب۔ چک نمبر ۲۸۷ ج۔ب۔ چک نمبر ۲۹۷ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۱۲ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۱۴ ج۔ب
چک نمبر ۳۳۲ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۵۲ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۵۴ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۶۷ ج۔ب۔ چک نمبر ۳۵۶ ج۔ب۔

چک ۳۶۹ ج.ب۔ چک ۴۱۵ ج.ب۔ چک ۴۲۶ ج.ب۔ چک ۵۱۹ گ.ب۔ چک ۴۵ گ.ب۔ کمالیہ شہر۔ چک ۳۱۶ ج.ب تلونڈی۔ چک ۳۴۲ گ.ب۔

خوشاب : خوشاب شہر۔ احمد آباد جنوبی۔ بھان امید علی ورک۔ چک ۳۹ ڈی بی۔ چک ۳۴ ایم بی حویلی مجوکہ۔ کھائی کلاں۔ مجوکہ۔ عمر آباد مجوکہ۔ چک ۲/T.D.A۔ قائد آباد۔ چک ۸ ایم.بی۔ ڈیرہ بوستان حافظ۔ تلھڑ بالی۔ گروٹ۔

ملتان : ملتان شہر۔ امین پور کوٹ دیوان۔ چاہ احمد یانوالہ۔ چاہ گننے والا۔ چک ۳۴۴/W-B۔ چک ۳۵۰/W.B۔ قطب پور۔ کوٹھے والا۔ لودھراں۔

خانیوال : خانیوال شہر۔ باگڑ سرکانہ۔ جہانیاں۔ چوہڑ ٹبہ۔ چک ۵ درکھانہ۔ چک ۹۱/10R محمود آباد۔ چک ۱۰۱/15-L۔ چک ۱۷۰/10-R۔ سرائے سدھو۔ عبد الحکیم۔ کبیر والا۔ چک ۱۲۴/10R۔

وہاڑی : وہاڑی شہر۔ چک ۱۹/W-B۔ چک ۱۹۰/E-B۔ چک ۲۱۶/E.B۔ چک ۲۸۵/E.B۔ چک ۳۶۳/E-B چک ۳۷۳/E.B چک ۴۹۳/E.B۔ چک ۵۴۳/E.B۔ چک ۵۴۹/E.B۔ گگو منڈی۔ منڈی بوریوالہ۔ میلسی۔ چک ۲۳/W.B۔

اوکاڑہ : اوکاڑہ شہر۔ اوکاڑہ کینٹ۔ ایل پلاٹ۔ بصیر پور۔ چک ۱/S.P۔ چک ۲/1-R-A۔ چک ۳/S.P۔ چک ۲۲/G-D۔ چک ۵۲/2-L۔ چک ۵۵/2-L حویلی لکھا۔ دیپالپور۔ صدر گوگیرہ۔ منڈی ہیرا سنگھ۔ میرک۔ چک ۳۶/2-L۔

ساہیوال : ساہیوال شہر۔ چک ۶/11-L۔ چک ۷/14-L۔ چک ۲۲/E.B۔ چک ۳۷/12-L۔ چک ۵۵/12-L۔ چک ۶۲/4-R۔ چک ۹۰/12-L۔ چک ۹۳/12-L۔ چک ۱۲۸/9-L۔ چک ۱۳۷/9-L۔ چک ۱۸۲/9-L۔ کسووال۔ چک ۳۰/11-L۔

بہاولپور : بہاولپور شہر۔ اوچ شریف۔ چک ۲۲ حمید آباد۔ چک ۶۳/D-B۔ چک ۸۴/A-F۔ چک ۸۹/D-B شمالی۔ چک ۱۱۳/D-B۔ چک ۱۶۱ مراد۔ چک ۱۹۰ مراد۔ چک ۱۹۲ مراد۔ سمہ سٹہ۔ شکرانی۔

بہاولنگر: بہاولنگر شہر۔ چک ۹ فورڈواہ۔ چک ۳۰/3-R۔ چک ۵۶/4-R۔ چک ۹۳ فتح۔ چک ۱۱۱/6-R چک ۱۱۸ مراد۔ چک ۱۶۰/7-R۔ چک ۱۶۴/7-R۔ چک ۱۶۶/7-R۔ چک ۱۸۴/7-R۔ چک ۱۹۱/7-R۔ چک ۲۰۱ مراد۔ چک ۲۰۶ مراد۔ چک ۲۱۳/9-R۔ چک ۲۲۳/9-R۔ چک ۲۴۱/H-L۔ چک ۳۲۷/H-R۔ چک ۴۲۶/G-R۔ ہارون آباد۔ چک ۹۳/6-R۔

رحیم یار خاں : رحیم یار خاں۔ بستی جھول۔ بستی بابا اللہ بخش۔ بستی کندھارا سنگھ۔ جیٹھہ بھٹہ شوگر ملز۔ چک ۱/P۔ چک ۳۲/N.P غربی۔ چک ۳۲/N.P شرقی۔ چک ۴۵/P۔ چک ۶۵/P۔ چک ۷۸/6-R۔ چک ۱۰۶/P۔ چک ۱۲۳/N.P۔ چک ۱۴۴/N.P۔ چک ۱۶۷/N.P۔ چک ۲۱۱/P۔ لیاقت پور۔

ڈیرہ غازیخاں : ڈیرہ غازیخاں شہر۔ بستی رنداں۔ بستی سہرانی۔ چاہ اسماعیل والا۔ شادن لنڈ

کوٹ قیصرانی۔

راجن پور: راجن پورشہر۔ اللہ آباد۔ واجل۔ عمرکوٹ۔

مظفرگڑھ: مظفرگڑھ شہر۔ بیٹ دریائی۔ بیٹ چنن والا۔ جتوئی شہر۔ چک نمبر ۳/H-R۔ چک نمبر ۱۵۱/M-L
چک نمبر ۵۱۸/T.D.A۔ چک نمبر ۶۱۷/T.D.A۔ حسین آباد۔ ناصرآباد۔

لیّہ: لیہ شہر۔ بیرون شیرگڑھ۔ خیرانوالہ۔ چک نمبر ۹۳/T.D.A۔ چک نمبر ۱۰۶/M-L۔ چک نمبر ۱۵۴/T.D.A۔ چک نمبر ۱۵۹/T.D.A۔
چک نمبر ۱۷۰/T.D.A۔ چک نمبر ۱۷۱/T.D.A۔ چک نمبر ۱۷۲/T.D.A۔ چک نمبر ۲۲۶/T.D.A۔ چک نمبر ۲۶۴/T.D.A۔ چک نمبر ۳۶۸/T.D.A۔ چک نمبر ۳۷۵/T.D.A۔ چک نمبر ۳۸۱/T.D.A
چک نمبر ۴۲۶/T.D.A۔ چک نمبر ۴۵۵/T.D.A۔

۱۹۸۶ء کا بجٹ سو فیصد ادا کرنے والی مجالس انصاراللہ کی مندرجہ بالا فہرست بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی گئی۔ حضورِ انور نے بعد ملاحظہ اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

"جَزَاکُمُ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰھُمَّ زِدْ وَ بَارِکْ"

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ ایسی تمام مجالس کے زعماء صاحبان اور ناظمینِ اضلاع کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

ناروے ——— (بقیہ صفحہ ۳۶)

EVANGELICALLUTHERAN کی ممبر ہے۔ اہلِ ناروے کی اکثریت مذہب سے لاتعلق ہے۔ ۱۹۸۳ء کے جائزے کے مطابق ۱۱ فیصد عیسائی آبادی نے گرجا گھر کی عبادت میں بالکل حصّہ نہیں لیا۔ اس عرصہ کے دوران ۱۲ فیصد عیسائی آبادی کے لوگوں نے کم و بیش دس مرتبہ گرجا گھر کی عبادت میں حصّہ لیا۔ اور ان میں سے اکثریت کی عمر ۶۵ سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ ناروے میں پچھلے چند سالوں سے HUMAN ETHICAL UNION بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ۱۹۸۳ء-۱۹۸۴ء میں ان کی تعداد بارہ ہزار سے بڑھ کر اٹھارہ ہزار دو صد چوبیس ہو گئی ہے۔

○

دوسرا ایک کتابی امتحان مجلس انصاراللہ

علم و معرفت کے رُوحانی خزائن کے حصول کے پیشِ نظر دوسرا ایک کتابی امتحان انصاراللہ یکم مئی ۱۹۸۷ء کو رکھا گیا ہے۔ اِس امتحان کے لئے کتاب اسلام المعروف بہ لیکچر سیالکوٹ مقرر ہے۔

زعماء انصاراللہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ازراہِ کرم احباب کو تلقین فرماتے رہیں کہ وہ اِس امتحان کے لئے تیاری فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس میں شامل فرمائیں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

گمشدگی رسید بک مجلس انصاراللہ

مجلس انصاراللہ کی رسید بک نمبر ۲۰۹۸ سکھر شہر کی مجلس سے کہیں گُم ہوگئی ہے اگر کسی صاحب کو ملے تو وہ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کو بھجوا کر ممنون فرمائیں نیز احباب محتاط رہیں اور اس رسید بک پر کوئی چندہ ادا نہ کیا جائے۔

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

مجموعی ششماہی امتحان انصاراللہ

تمام انصار کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مورخہ ۵ جون ۱۹۸۷ء کو انشاء اللہ تعالیٰ پہلا مجموعی ششماہی مرکزی امتحان منعقد ہوگا۔ اِس امتحان کا نصاب درج ذیل ہے۔ زعماء کرام تمام انصار کو اس ششماہی امتحان کے پروگرام سے آگاہ فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم : پارہ ۲۷ ربع چہارم ۔ پارہ ۲۸ ربع اوّل

۲۔ کشتی نوح : نصف حصہ اوّل

۳۔ کتاب بنیادی نصاب : نصف حصہ اوّل

اللہ تعالیٰ سب انصار کو اپنے علم و معرفت میں ترقی کرتے رہنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

ضرورتِ زمانہ

"آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے اور وہ امور جن کا نام اعمالِ صالحہ ہے ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے بکلّی بے خبری ہے...... امانت اور دیانت ایسی اُٹھ گئی ہے کہ گویا بکلّی مفقود ہو گئی ہے۔ دُنیا کمانے کے لئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ اے دانشمندو تم اس سے تعجّب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔"

(روحانی خزائن جلد سوم فتح اسلام ص۴)

زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بے شک ہمارا مذہبی مرکز ہے مگر کیا معلوم کہ ہماری شوکت و طاقت کا مرکز کہاں ہے...... دُنیا کے کسی ملک میں بھی ہو سکتا ہے اِس لئے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ لوگ بلا وجہ جماعت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا ضروری فرض ہو جاتا ہے کہ ہم باہر جائیں اور تلاش کریں کہ ہماری مدنی زندگی کہاں سے شروع ہوتی ہے۔"

عصرِ حاضر میں اِس ماہ کو اِس لحاظ سے غیر معمولی اہمیّت حاصل ہے کہ اس میں ایک رُوح فرسا لیکن تاریخ ساز موڑ نے جنم لیا جس پر خدا شاہد ہے کہ

— مجبور و بے گناہ، مہجور و بے صدا فرقہ احمدیہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔
— درد و الم کی تلاطم خیز موجیں بیچارے رنجیدہ دلوں سے کھیلتی رہیں۔
— رنج و غم کے شدّت آمیز طوفان بے بس کبیدہ جگروں پر چرکے لگاتے رہے۔

وہ کیفیت، غم میں ڈوبی کیفیت، مُرغِ بسمل کو تڑپ کے انداز سکھانے والی کیفیت، اپنے پروردگار کے حضور بصد عجز و نیاز نالہ و بکا کی کیفیت، اپنے پیارے آقا کی رضا جوئی میں کربناک فریادوں اور دِلدوز چیخوں کی کیفیت،

— کاش میرے پاس وہ الفاظ ہوں جن سے مَیں اس کیفیت کی تصویر کشی کر سکوں۔
— کاش مجھے وہ اسلوبِ بیان میسّر ہو جس سے اس درد و کرب کی حالت کا نقشہ کھینچ سکوں۔
— کاش مجھے وہ قوّتِ تحریر اور طرزِ نگارش مل سکے جس سے رِقّت نیم شبی اور گریۂ سحری کو ضبطِ تحریر میں لا سکوں۔

اگر مَیں اپنے خامہ کو مدادِ خونِ دل میں ڈبو کر بھی اس کیفیت کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کروں تو یہ سعی لاحاصل ہوگی اور ہر آن صریرِ خامہ یہ سرگوشی کر رہی ہوگی ؎

میرے نصیب میں کہاں! میری پہنچ کہاں!

بیتِ مبارک کا گوشہ گوشہ، بیتِ اقصٰی کا کونہ کونہ، اہالیانِ مرکز کا فرد فرد، ربوہ کی ہر گلی گلی، مکانات کے ہر در و دیوار شاہد ہیں کہ:-

— محبت و عشق کی آنکھوں سے قطراتِ خوناب ٹپکتے رہے۔
— سوزِ دروں کے شعلوں سے قلوب مثلِ سیماب تڑپتے رہے۔
— نمازوں کے اندر جوشِ التہاب سے عرش پر حرارت کا احساس ہوُا۔

———— سجدوں میں نالہ وگریہ سے آسمان پر فرشتے تڑپ اُٹھے۔
چنانچہ صبحِ نور کی بشارت سُناتے ہوئے مطلعِ شرق سے وہ ماہ بادلوں کی اوٹ میں چلا گیا اور مطلعِ غرب پر جا چمکا اور خدا تعالیٰ کے بے شمار انوار جذب کرنے کا مہبط اور مولا کریم کے بے پایاں احسانات کا مورد ٹھہرا۔

اے مطلعِ شرق کے محروم اور اداس باسیو! اپنے زخمی سینے خدا کے حضور پیش کرو، اپنے قلوب کے گہرے گھاؤ دکھاؤ، اپنے دریدہ دامن پھیلاؤ، نیم شبی دعاؤں کا واسطہ دو، گریۂ سحری اسی کے نذر کرو، راتوں میں پلکوں کے ستاروں سے تنویر کرو، سجدوں میں خشوع و خضوع پیدا کرو، نالہ و شیون میں اثر پیدا کرو، خدا تعالیٰ کے درِ اجابت پر زور زور سے دستک دو تا وہ ہمارے حال پر رحم فرما کر پھر سے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ ہم اپنے پیارے امام کے قُرب سے فیضیاب ہوں۔ انوارِ روحانیہ کو براہِ راست جذب کریں اور برکاتِ سماویہ سے اپنے دامن بھر لیں۔

قطعات

خدا کا شکر ہے اپنی سمجھ میں راز یہ آیا
کہ جن کے سر پہ ہوتا ہے خدا کے فضل کا سایہ
نہیں دشمن کا ڈر ان کو نہ رہزن سے خطر ان کو
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ ہے ان کا سرمایہ

———

مشفق و مہرباں ہے اُس کی ذات
اس سے وابستہ رکھ توقّعات
اس سے ہی مانگ خوف و غم سے نجات
استعینو بالصّبر والصّلوٰۃ

(نادر قریشی)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآنی آیت اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کی تلاوت فرمائی۔

آج کے خطبہ میں حضور نے سوہاوہ ضلع جہلم کے ایک احمدی مکرم ظہیر احمد صاحب کے ایک مخالف کے ہاتھوں قتل کا ذکر کیا جو تین سال قبل احمدی ہوئے تھے۔ حضور نے بتایا کہ وہ صادق القول اور صادق الفعل تھے اور بڑے ہی مخلص تھے۔ باوجود سخت مخالفت اور قتل کی دھمکیوں کے ان کے پایۂ ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ یہ یقیناً خوش نصیب ہیں جن کی ابدی زندگی کی شہادت خدا دیتا ہے۔ لیکن ان کی جدائی کا دکھ بھی پہنچتا ہے اور ظالم کے متعلق طبیعت پر بوجھ بھی پڑتا ہے۔

حضور نے فرمایا: گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اہلِ پاکستان کے لئے دعاؤں کی تحریک کی تھی لیکن اِس خبر سے میرے دل پر کچھ بوجھ پڑا اور دعا کے لئے تھوڑی دیر کے لئے روک پیدا ہوئی۔ لیکن چونکہ دعا میں سچائی ہونی چاہیئے۔ اگر سچائی کے ساتھ کسی قوم کے لئے دعا نہ نکلے تو پھر ایسی دعا تو خدا کے نزدیک کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ انسان کے اپنے ضمیر کو گندا کر دیتی ہے۔ جھوٹ خدا سے تو بولا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ خدا سے رحم مانگیں اور اگر دل میں سختی پیدا ہو چکی ہو اور دل کو پہنچنے والی تکلیف کی وجہ سے مجبور ہو کہ دعا نہ کر سکے تو ایسی صورت میں آدمی خود کیسے دعا کر سکتا ہے اور دوسروں کو اس کی کیسے تلقین کر سکتا ہے۔ چنانچہ مَیں نے اِس مسئلے پر غور کیا اور اس کے سارے پہلو دیکھے تو مَیں نے سوچا کہ اس کے باوجود مجھے جماعت کو دعا کی ہی تلقین کرنی چاہیئے اور میرا دل بھی دعا کے لئے کھل گیا کہ اکثریت اِن جرائم میں شریک نہیں ہے۔ ویسے بھی ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے پاکستان اور اس کے باشندے مظلوم ہیں۔ ان کی بھاری اکثریت پراگندہ حالی میں زندگی بسر کر رہی ہے اور لوگ مختلف مصیبتوں میں پکڑے جا رہے ہیں اِس لئے یہ لوگ رحم کے مستحق ہیں بد دعاؤں کے نہیں بلکہ دعاؤں کے محتاج ہیں۔ پس اپنی

تکلیف کو ان کی تکلیف کے ساتھ شامل کر کے ساری قوم کے لئے دعا مانگیں۔

معصوم احمدیوں پر ظلم کرنے والے تعداد میں کم ہیں ان کی بات اور ہے ان کی وجہ سے قوم کے لئے بد دعا نہ کریں بلکہ قوم کے لئے پہلے سے زیادہ درد کے ساتھ دعا کریں۔ ان سارے حالات پر غور کریں تو آپ کا دل دعا کی طرف خود بخود مائل ہوگا۔

فرمایا: آپ رحم کے لئے اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دشمنوں کی ہلاکت کی خبر سے بھی انتہائی دردمند ہو جایا کرتے تھے۔ اِس لئے اپنے اس پاک جذبے کی حفاظت کرو جو سُنّتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نتیجہ میں تمہیں عطا ہوا ہے۔ ان دلوں کی حفاظت کرو جن میں سفاکی نہیں ہے بلکہ رحم ہے اور یہی تمہاری شخصیت ہے جو آئندہ تمہاری زندگی کی ضامن بنے گی۔ یہی وہ شخصیت ہے جس کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا۔ اگر ادنیٰ انتقام کے لئے تم نے عمومی طور پر بنی نوع انسان کی ہمدردی چھوڑ دی اور بے تعلق ہو گئے اور سفاکی پر خوش ہونا شروع ہو گئے تو پھر تمہاری اپنی بھی کوئی ضمانت نہیں رہے گی۔

حضور نے فرمایا: جہاں تک درد کا تعلق ہے درد اپنی جگہ ہے لیکن اس درد کے حصہ دار بہت ہیں۔ صرف جماعت کے مظلوم نہیں ہیں سارے پاکستان اور ساری دُنیا کے مظلوم ہیں۔ خدا نے آپ کو بھلائی کے لئے بنایا ہے ظلم اور سفاکی کے لئے نہیں بنایا۔ اِس لئے اپنی شخصیت کو تبدیل نہ ہونے دیں۔ تمہاری فطرتیں بنی نوع انسان کے افادہ کے لئے بنائی گئی ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رحمۃٌ للعالمین تھے تم ان کی طرف منسوب ہونے والے ہو اس لئے اپنی فطرت کی حفاظت کرو یہ سب سے بڑا خزانہ ہے جو آج اس دُنیا میں دوبارہ آسمان سے نازل ہوا اور تم پر نازل ہوا۔ تم پر نازل ہوا۔ خدا کی قسم! سب سے بڑا انعام دُنیا میں جو کسی قوم کو مل سکتا تھا وہ یہی تھا کہ خدا نے پاک خُو پاک فطرت والے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت پر چلنے والے ہیں وہ دوبارہ اِس دُنیا میں پیدا کر دئے ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اور نماز سے قبل حضور نے فرمایا جو آیات قرآنی میں نے خطبہ کے شروع میں تلاوت کی ہیں ان کا مقصد اور مضمون بیان کرنا تھا لیکن چونکہ ظہیر احمد صاحب کے المناک واقعہ وفات کی اطلاع کی وجہ سے بہت سا وقت اس طرف خرچ ہو گیا ہے اِس لئے آئندہ اس مضمون کو واضح کروں گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ مارچ ۱۹۸۷ء

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ المنافقون کی ابتدائی تین آیات کی تلاوت فرمائی اور ان کی پُر معارف تفسیر بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں پکّے منافقوں کا ذکر ہے جن کے متعلق خدا نے یہ گواہی دی کہ وہ منافق ہیں اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بھی کسی کو کلمہ پڑھنے سے نہ روکا۔ ان منافقوں کو یہ پیغام نہ بھیجا کہ کلمہ سے رُک جاؤ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے بلکہ یہ پیغام بھیجا کہ آجاؤ میں تمہارے لئے بخشش کی دعا مانگوں گا۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے جس کی آجکل کھلم کھلا خلاف ورزی کی جارہی ہے اور وہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی طور پر وابستہ ہیں ان کو آپؐ کے دامن سے علیحدہ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور حضرت بانیٔ سلسلہ کے دعاوی سے غلط نتائج اخذ کر کے دُنیا کے سامنے غلط رنگ میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے دعاوی اور حضرت اقدس نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں جو راگ گائے ہیں ان کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ نے عشقِ محمدیؐ میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک شعر حضور نے یہ بھی بیان فرمایا کہ

انّی اموتُ ولا تموتُ محبّتی
یدریٰ بذکرك فی التراب ندائی

کہ مَیں تو ضرور مر جاؤں گا لیکن میری محبّت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو مجھے عشق ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! تیرے ذکر کے ساتھ میری مٹی سے بھی تیری محبت کی آواز بلند ہوگی۔

حضور نے فرمایا: آج دُنیا کے کروڑ احمدی گواہ ہیں کہ خدا کی قسم! سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبّت کبھی نہیں مرے گی۔ آپ مر گئے دُنیا کے لحاظ سے۔ اور ہم مر جائیں گے اور نسلاً بعد نسلٍ جماعتیں آئیں گی اور مرتی چلی جائیں گی مگر ایک چیز جس کو ہمیشہ وہ زندہ رکھیں گی وہ عشقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور قیامت تک آپ اور آپ کے غلاموں کی قبروں کی مٹی سے